الحمد للہ والمنتہ کہ این کتاب نایاب در حالات عاشق آلہی

حضرت شاہ شرف الدین بو علی قلندر پانی پتی قدس سرہ العزیز المسمیٰ

بہ

شرف المناقب

باہتمام

سید محمد شفیع الدین تاجر کتب و مالک

اقبال پرنٹنگ ورکس دہلی طبع شد

سنہ ۱۹۳۷ء

قیمت غیر مجلد ۱۲ مجلد

صحت نما سب سے آسان بلا ترجمہ بچوں کے جلد ذہن نشین ہونے والا دہلی کا صحیح ترین قرآن مجید

جو علما کا پسندیدہ - ۲۷ عالموں کی ایک جماعت کا صحت کیا ہوا نہایت صحیح بہت سستا اور معہ مقدمہ ترغیب القرآن و اختلاف قراۃ ہے - یہ تمام ہندوستان میں مقبولیت کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے اور ہر مکتب میں پڑھایا جانے لگا ہے ثواب حاصل کرنیوالے یہ قرآن مجید زیادہ تعداد میں منگا کر زکوٰۃ کے روپے سے یتیم بچوں اور غریب مسلمانوں کو تقسیم کرتے ہیں - اور مدارس اور خانقاہوں اور مسجدوں میں رکھتے ہیں!
صحت نما ۲۷ مہری قرآن شریف کے پڑھانیوالے اُستادوں کیلئے آدھی محنت رہ گئی ہے - بچے خوشی خوشی پڑھتے ہیں کیونکہ زیر و زبر تمام اعراب قرینے سے لگے ہوئے ہیں حروف صاف صاف الگ الگ ہیں - صرف قاعدہ پڑھ لینے کے بعد بچے اور عورتیں اس قرآن مجید کو آسانی سے صحیح اور جلد سے جلد پڑھ سکتے ہیں - اور ضعیف العمر حضرات بھی پڑھ لیتے ہیں -

اس کے علاوہ شروع میں ایک زبردست اور نہایت ہی کار آمد مقدمہ ترغیب القرآن ہے جس میں ضروری مسائل اوراد قرآنی فالنامہ رموز اوقاف - تعویذات - نزول قرآن مجید - آداب قرآن مجید - فضائل قرآن مجید - مخارج الحروف - وہ الفاظ آیات قرآن جہاں اعراب کے فرق سے کفر لازم آتا ہے - وقف اور وصل کی علامتیں - سب سے پہلے وحی سب سے آخری وحی - اس کے علاوہ بہت کچھ فضائل وغیرہ وغیرہ لکھے گئے ہیں ہر منزل اور ہر پارہ علیحدہ اور بیل بوٹے سے آراستہ ہے ہر صفحہ کی پیشانی منقش ہے سب سے ضروری مقدم کلام پاک کی صحت ہے جو ۲۷ علماء کی ایک جماعت نے نہایت کوشش کے ساتھ کی ہے جنکی آخر میں مہریں بھی درج ہیں اسکی صحت اسقدر لاجواب ہے جسکی وجہ سے اس کا نام بھی صحت نما قرآن مجید مشہور ہو گیا ہے ہدیہ مجلد پارچہ صرف عہ/ مجلد چرمی نقرئی عہ محصول ڈاک ۱۱/

صحت نما ۲۷ مُہری مصری اجلبی کار ڈسائز حمائل شریف معہ اختلاف قراۃ و مقدمہ ترغیب القرآن

جسمیں آداب قرآن مجید - فضائل قرآن مجید - احادیث در فضائل قرآن مجید - مختصر اوراد قرآنی - مختصر ضروری مسائل - قرآن مجید کی سورتوں کے تعویذات اور تعبیر خواب - ترکیب فالنامہ قرآن مجید وغیرہ وغیرہ درج ہیں جنکی صحت ۲۷ حافظوں نے بڑی محنت اور جانفشانی سے جناب منشی ممتاز علی صاحب مرحوم مہاجر مکی فی غلطی ایک اشرفی انعام والی حمائل شریف سے کی ہے جنکی آخر میں مہریں اور دستخط ہیں - نہایت خوش خط نہایت جلی ہے - کمزور نظر والے اصحاب بھی مثل قرآن مجید کے تلاوت فرما سکتے ہیں اور زیر و زبر تمام اعراب بڑے اہتمام سے اپنے اپنے جگہ پر لگائے گئے ہیں - ہر پارہ و منزل علیحدہ علیحدہ ہے جو کہ بیل بوٹوں سے آراستہ ہے - کاغذ سفید ولائیتی نہایت مضبوط ہے ضخامت نہایت مختصر ہے - سفر اور گھر میں پڑھنے کیلئے قابل قدر تحفہ ہے - جیب میں آسانی سے رکھ سکتے ہیں - روشن قلم خوبصورت تقطیع پر چھپی ہے -
ہدیہ رعائتی :- مجلد چرمی قسم اعلیٰ نقرئی کار اور جسکی سلائی جز بندی کی مضبوط ہے فی جلد عہ محصول ڈاک ۶/ دو جلد حمائل شریف کا محصول ۸/ تین حمائل شریف کا محصول ۱۰/ پانچ جلد حمائل شریف کا محصول ۱۴/ - اکٹھی دس جلدیں جو صاحب منگوائیں گے ان سے محصول ڈاک نہیں لیا جائیگا -

صحت نما ۲۷ مُہری قرآن شریف دو ترجمہ مع خلاصۃ التفاسیر اُردو

اوّل لفظی ترجمہ اُردو مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا جسکے پڑھنے سے عربی کی لیاقت پیدا ہوتی ہے - دوسرا ترجمہ با محاورہ اُردو زبان میں مستند صحیح و تسلیم شدہ درج ہے - اور حاشیہ پر خلاصۃ التفاسیر اُردو لکھی گئی ہے جو نہایت مستند اور عام فہم ہے - اس میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ کلام الٰہی کی شرح اس کے مشرح الفاظ سے جو قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر وارد ہوئے ہیں نہایت خلاصہ اور دلچسپ پیرایہ میں کی گئی ہے معتبر اور مستند احادیث شریف اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ارشادات اور نادر مسلم الثبوت - تفاسیر ابن جریر، ابن کثیر اور معلم التنزیل وغیرہ وغیرہ سے وہ وہ نکات و لطائف انتخاب جمع کئے ہیں کہ پڑھنے والے کے سامنے سے تاریکی کا پردہ خود بخود اُٹھتا چلا جاتا ہے - پھر عبارت اس قدر سلیس اور شستہ کہ بچے اور عورتیں تک پڑھ کر اچھی طرح سمجھ سکتی ہیں باوجود اتنی خوبیوں کے ہدیہ بہت ہی کم ہے - یعنی مجلد چرمی قسم اعلیٰ چار روپے (للعہ/)

ملنے کا پتہ :- سید محمد شفیع الدین اینڈ سنز تاجران کتب دریبہ کلاں دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین - اما بعد ضعیف ترین بندگان درگاہ الٰہی وامتان حضرت رسالت پناہی حمید الدین بن فضائل وکمالات شاہ بدہ جس کے باپ دادا کا نسب عاشق الٰہی حضرت شاہ شرف الدین بو علی قلندر ربانی پتی فرط اللہ علیہ کے برادر حقیقی قدوۃ العارفین شاہ نظام الدین عراقی کی اولاد بزرگ کے بھائی بندوں سے ملتا ہے اس طرح گذارش پرداز ہے کہ چونکہ اس خاکسار کو بفضل الٰہی ابتدائے طفلی اور شروع جوانی ہی سے یہ شوق غالب تھا کہ اس عاشق الٰہی ومرشد علی الاطلاق کا احوال جو مختلف رسالوں اور کتابوں میں متفرق درج ہے. سب کو ایک جگہ جمع کرے اور جو کچھ بزرگوں سے سنا ہے وہ بھی اسی کے ساتھ ہی ایک مختصر رسالہ آپ کے حالات کا تالیف کرے تاکہ مشتاقان صاحب ذوق اور کسی کتاب یا رسالہ کے محتاج نہ رہیں۔ اور زمانہ میں بندہ کی بھی کچھ یادگار رہے۔ اسلئے یہ رسالہ بڑی سعی وکوشش سے تالیف کر کے **شرف المناقب** کے نام سے موسوم کیا گیا مستمعان اخبار اور طالبان آثار سے یہ امید ہے کہ انکو اگر کسی وقت اس زمانہ میں خوشی حاصل ہو تو اس کتاب مستطاب کے کوائف بفاتحہ کے ساتھ پڑھیں، اور دعائے خیر سے یاد فرمائیں مصرعہ نیست میر عاقل را بغیر از نقل کار نقل کرتے ہیں کہ مولانا عبدالرحمن جامیؒ نے لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد اہل وصول کے دو گروہ ہیں **اوّل** مشائخ صوفیہ کہ جنہوں نے آنحضرت کی اطاعت کی وجہ سے درجہ وصول حاصل کیا اور بعد ازاں خلق اللہ کی کاربراری کے لئے بطریق متابعت مقرر ہوئے

اور یہ وہ طائفہ کاملان تکمیل ہے کہ جو بفضل الٰہی بحر توحید میں مستغرق ہو کر تفرقہ فنا سے ساحل بقا پر پہنچا تاکہ خلق کی رہبری کرے۔ دوسرا گروہ وہ ہے کہ وصول کو بدرجہ کمال حاصل کر کے بحر جمع میں مستغرق ہو کر ایسا فنا فی اللہ ہوا ہے کہ اس کا پتہ و نشان ہی نہیں اور زمرۂ سالکان قباب عبرت اور متوطنان دریائے حیرت میں شامل ہو گئے اور ولایت کے پورے طور پر حاصل ہونیکے بعد اوروں کی تکمیل ان کے سپرد ہوئی اور حضرت قلندر عاشق الٰہی اس دوسرے گروہ میں سے تھے اور اس دوسرے گروہ کے ادنیٰ۔ اوسط اور اعلیٰ تین درجہ ہیں۔ عاشق الٰہی زمرۂ اعلیٰ میں تھے۔ اور آپ ہند کے مشہور ولیوں بزرگ مقربوں اور احدیت کے عاشقوں راہ طریقت کے تیز چلنے والوں جام حقیقت کے سرمستوں میں سے ہیں۔ جناب الٰہی کے مشتاقوں کے سردار آنحضرت کی بارگاہ کے ولیوں کے بخشی۔ شیر خدا کے نائب، شاہ مرداں کے بھید کے جاننے والے، دریائے وحدت کے مگرمچھ، دریائے معرفت کے موتی۔ عرفان کی بزم کے زیب مسند۔ یقین کے محل کے مسند نشیں۔ اویسیہ کے بزرگوں عاشقوں میں سے ہیں۔ اس اعلیٰ سلسلہ کے بزرگوں میں سے ہیں۔ آپ کرامات ظاہری کے مالک مقاموں کے ماہر، حالات کاملہ کے واقف پے در پے تصرفوں کے ظہور تھے۔ شریعت طریقت اور حقیقت میں بلند مرتبہ تھے۔ مجاہدہ مکاشفہ اور مشاہدہ میں اعلیٰ درجہ رکھتے تھے اور آپ نے بھی اسی مشرب کا پیالہ نوش فرمایا تھا جس کا جنیدؒ اور بایزیدؒ نے نوش کیا تھا۔ آپ کے کمالات کا آوازہ اور کرامات کا شہرہ خلق خدا میں اس درجہ ہے کہ اب اس کے شرح و بیان کی کچھ حاجت نہیں ہے۔ جو کچھ اسوقت لکھا جاوے وہ بہت میں سے ذرا سا ہے۔ اور سمندروں میں سے ایک قطرہ ہے۔ لاجرم یہاں شرح و تفصیل کی گنجائش نہیں تیمناً اور تبرکاً اختصار کے طور پر لکھتا ہوں۔ اس عاشق الٰہی کا عالی مرتبہ اس درجہ پہنچا تھا کہ شیوخ عالم بھی اس جناب سے ارادت رکھتے تھے آپکی کرامات ظاہری اور تصرفات عالم تھوڑے میں اسقدر پھیل گئے تھے کہ ان میں سے ادنیٰ کی بھی شرح نہیں ہو سکتی اور عاشق الٰہی کی تعظیم میں تمام اولیاء اللہ کا اتفاق ہے عجیب حالات

کے جاننے والوں اور غریب آثار کے محققوں پر یہ بات پوشیدہ نہ ہے کہ آپ کے مصنفہ رسالہ
کے مطابق اور نیز دیگر کتب اور آنجناب کے بزرگ محرم از لوگوں کی زبانی قلندر عاشق الٰہی کی
ارادت مسند ولایت کے صدر نشیں۔ اونیٰ و اعلیٰ بھیدوں کے جاننے والے حضرت امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ سے ملتی ہے کہ آپ کی روح مقدس نے ان سے تربیت پائی اور آپ کی
ارادت کے بارہ میں زبانی قول بہت ہیں۔ بعضوں کا قول ہے کہ خواجہ قطب الدین دہلوی
قدس سرہٗ سے ارادت تھی۔ بعضے کہتے ہیں کہ امام الدین ابدال سہروردی کے خلیفہ عاشق
خدا شیخ شہاب الدین رحمۃ کہ جن کا مزار ظاہر اشہر دہلی میں ہے۔ ارادت رکھتے تھے۔
لیکن جو کچھ کہ اس خاکسار کو تحقیق ہوا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے حضرت امیر المومنین علیؑ
کی روح مقدس سے تربیت پائی ہے۔ اور پہلوں اور پچھلوں کے علوم سے حصہ لیا اور
فیض اٹھایا اور ایسا ہی بعض محققین نے بھی بیان کیا ہے اور جو لوگ کہ قلندر عاشق الٰہی
کو خواجہ قطب الدین دہلوی اور شیخ شہاب الدین سے منسوب کرتے ہیں۔ اس کا ذکر اس
گروہ کی نہ کسی کتاب میں اور نہ کسی رسالہ میں خاکسار کی نظر سے گذرا۔ مگر ہاں اسقدر کہ آپ
کبھی کبھی خواجہ بزرگ کی انجمن۔ شوق اور مجلس وجد میں حاضر ہوتے تھے اور حضرت خواجہ
قدس سرہٗ ان پر نہایت مہربانی فرماتے تھے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بھی
اخبار الاخیار میں آپکی ارادت کی نسبت ایسا لکھا ہے کہ ان بزرگوں میں سے کسی کے ساتھ بھی
کہیں ذکر نہیں ہے۔

نقل ہے کہ مولانا سراج الدین کوعی سے کہ جو قلندر صاحب کے ہمعصر تھے ایک شخص نے
کہ جسکی عمر دو سو تیس برس کی تھی پوچھا کہ یا مولانا مجھکو ایک بات دریافت کرنی ہے۔ مولانا
نے فرمایا کہ کہو۔ اس نے کہا کہ حضرت قلندر کس کے مریدوں میں سے تھے انھوں نے فرمایا
کہ جناب پاک علی کرم اللہ وجہہ کے۔ اس نے کہا کہ اے مولانا یہ بات لوگوں میں مشہور نہیں ہے
انھوں نے فرمایا کہ بھائی جو ارادت ظاہری سامان سے ہوا کرتی ہے وہ عام آدمیوں میں مشہور ہوئی
ہے لیکن جو ارادت روحانی طور پر ہوتی ہے اس کا شہرہ عوام میں کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہاں
جو لوگ صاحب باطن ہیں وہ اسکا سُراغ لگا سکتے ہیں۔ اور مولانا موصوف نے یہ بھی

فرمایا کہ اے پیارے یہ امر میں نے اکثر قلندر عاشق الٰہی کی زبان مبارک سے سنا ہے آپ فرمایا
کرتے تھے کہ مجھکو حضرت امیر المومنین رض سے اس طرح فیض پہنچا ہے جس طرح آفتاب کے چمکارہ
سے دیوار چمک اُٹھتی ہے۔ آپ کا نکاس ولایت عراق سے ہے جنم بھوم قصبہ پانی پت
والد بزرگ کا نام نامی شیخ فخرالدین سالار عراقی۔ والدہ ماجدہ کا نام بی بی حافظہ بنت جمال رح
نقل ہے کہ شیخ فخرالدین عراقی حال کے بڑے دانشمندوں میں سے تھے اور علم منقول
ومعقول فقہ اور حدیث میں یکتا و ممتاز تھے۔ ایک دن اپنی خانقاہ میں بیٹھے ہوئے تھے
کہ اچانک قلندران مسافر کا ایک گروہ اُنکے مدرسہ میں آیا۔ شیخ نے اُن فقیروں کی
دعوت فرمائی ان میں ایک آدمی نہایت حسین اور خوبصورت تھا۔ ناگہاں شیخ کی نظر اس پر
پڑی اور دل ہاتھ سے جاتا رہا اور بے قرار ہو گیا تین چار روز تک ان منڈے ہوئے قلندروں
کو اس لڑکے کی خاطر کہ قلندروں کے لباس میں تھا مہمان رکھا اور ہر وقت طرح طرح کی نعمتوں
سے سیر کیا اور پڑھانا لکھنا مطلق چھوڑ دیا اور قلندروں کو حضرت شیخ کے حال سے آگاہی
ہوئی اور وہاں سے باہر چلے آئے اور سفر اختیار کیا اور خراسان کا راستہ لیا۔ وہاں
سے ایک دو منزل ہی پہنچے ہونگے کہ شیخ فخرالدین عراقی بے صبر و بے طاقت ہو کر
اُن فقیروں کے پیچھے دوڑے اور اُن تک جا پہنچے جو اس نالائق قوم نے اُن کو بیقرار
پایا سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ اے شیخ تو مرد بزرگ اور عراق کا سردار ہے۔ اور
ہم قلندران خوش باش اور اوباش اور چار ابرو کا صفایا کئے ہوئے ہیں ہم میں اور تجھ میں
کسی طرح کی نسبت نہیں معلوم ہوتی اور نہ کچھ محبت اور دوستی دکھائی دیتی ہے۔ ہاں ہمارا سا
طریقہ اختیار کر اور ہمارا سا لباس پہن، داڑھی موچھوں کا صفایا دے تب تو ہماری صحبت
کی قابل ہووے، شیخ فخرالدین نے جو دل و جان سے عاشق ہو گیا تھا ناچار یہ تمام باتیں
گھبرا کر اختیار کیں یعنے داڑھی موچھوں کو سلام کیا اور اُنکا بھیس قبول کیا لحظہ بلحظہ اسکی
محبت بڑھتی جاتی تھی اور قید مضبوط ہوتی جاتی تھی، یہانتک کہ خراسان کے گرد و نواح
کی سیر کرتے ہوئے ملتان کی حدود میں جا پہنچے اور شیخ بہاؤالدین زکریا قدس سرہ کی
خانقاہ میں جا اُترے۔ جوہیں شیخ کی نظر مبارک ان پر پڑی تو کشف باطن سے

شیخ فخرالدین کو پہچان لیا اور کچھ ظاہر نہ کیا۔ دوسرے دن جو قلندروں نے ملتان سے
جانیکا ارادہ کیا تو شیخ بہاؤالدین نے انکو بلایا اور چاہا کہ باطنی کشش کے زور سے شیخ فخرالدین
کو اُن کے پھندے سے چھڑاوے اور اس بلا سے نجات دلاکر عرفان کے جذبہ میں ڈالدے
یہانتک کہ وہ درویش روانہ ہو گئے اور شیخ بہاؤالدین نے انکا مقابلہ کیا۔ یکایک ایک
بگولہ اُٹھا اور آندھی آئی اور راستہ میں وہ فقیر جو سب اکھٹے جارہے تھے تین تیرہ
ہو گئے اور شیخ فخرالدین عراقی ملتان میں بلاارادے خانقاہ کے دروازہ پر آپڑے۔
شیخ بہاؤالدین نے باطن کی صفائی سے دریافت کیا کہ شیخ فخرالدین خانقاہ کے دروازہ پر ہے
انکو اندر بلایا اور اُٹھے اور بغلگیر ہوئے۔ جونہیں فخرالدین کا سینہ سے سینہ شیخ کے
سینہ سے ملا اُس قلندر بچہ کا خیال کہ جس سے وہ خراب ہورہا تھا مطلق اُن کے دل میں
نرہا اور اُسکی جگہ خدا تعالےٰ کی محبت از حد پیدا ہوگئی۔ شیخ بہاؤالدین نے اُن کو اپنا
خاص لباس عنایت کیا اور ایک حجرہ بتلا دیا کہ اس میں بیٹھکر شغل کریں۔ جب شیخ
فخرالدین آپ کی صحبت میں رہنے لگے تو شیخ بہاؤالدین ہمیشہ انپر عنایت فرمایا کرتے تھے
یہانتک کہ اپنی بیٹی سے جو پاک دامنی اور پرہیزگاری میں اپنے زمانہ کی رابعہ تھی اُن کا
نکاح کردیا اور ان کو خدا کے وصل پانے والوں میں سے بنادیا۔

نقل ہے۔ کہ جب شیخ فخرالدین کی زوجہ مقدسہ نے وفات پائی تو تھوڑے دنوں بعد
شیخ بہاؤالدین نے چاہا کہ دوسری لڑکی سے شیخ عراقی کا نکاح کردیں۔ اس بارے
میں اپنے بیٹے شیخ صدرالدین عارف سے صلاح کی کہ اس کام میں تمہاری کیا مصلحت
ہے۔ صدرالدین نے فرمایا کہ جناب من حضرت فخرالدین کو ایک روز میں نے خانقاہ پر
کھڑے ہوئے دیکھا کہ کپڑے اتارے ہوا کھا رہے ہیں اور صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
سے خوش ہورہے ہیں۔ جس شخص میں اس قدر حظ نفس ہو اسکو دوسری بیٹی دینی حیف
ہے۔ شیخ نے فرمایا بابا صدرالدین اس قدر نفس کی خوشی کرنی بھائی فخرالدین کے
لئے مباح ہے۔ صدرالدین اس کام میں مانع آیا شیخ نے حضرت شیخ فخرالدین کو
تھوڑے عرصہ بعد عراق کی طرف رُخصت کر دیا۔ شیخ وہاں سے رُخصت ہو کر ملک

عراق کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب ملک ہمدان میں پہنچے تو چند دن بعد ہمدان میں ہی سید السادات حضرت نعمت اللہ ہمدانی کرمانی کی ہمشیرہ سے کہ جن کا مزار شریف قصبہ ہانسی میں ہے نکاح ہو گیا اور وہاں سے ملک عراق کو پھر واپس آئے اکثر معتبر آدمیوں کا بیان ہے کہ حضرت شاہ شرف الدین بو علی قلندر عاشق الٰہی پانی پتی اور قطب جمال ہانسوی اور سلطان شاہ فرخ کہانوی اور شاہ صوفی کیتھلی آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں۔ حضرت شیخ فخر الدین عراقی کے دو صاحب زادے تھے۔ اول شیخ نظام الدین عراقی دوم قلندر عاشق الٰہی پانی پتی اور ان دونوں قطبوں کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی حافظ جمال ہے۔ جو صاحب کمال اور حافظ تھیں شیخ نظام الدین عراق میں پیدا ہوئے تھے اور عاشق الٰہی پانی پت میں شیخ نظام الدین کی عمر بارہ تیرہ برس کی تھی کہ اپنے والدین سے رخصت ہو کر اور تجارت کیلئے ہندوستان کا ارادہ کر کے قصبہ پانی پت میں آئے جو میدان یہاں کے بھلے اور سہاؤنے اور جنگل پاکیزہ اور دلکش معلوم ہوئے یہیں رہنا اختیار کیا۔ اور خدا کی طرف مشغول ہو گئے۔ جب شیخ فخر الدین کو اپنے فرزند نظام الدین عراقی کے دیکھنے کا بہت شوق غالب ہوا تو اس نور معانی کی تلاش میں ہندوستان کی طرف آئے اور پانی پت میں قیام کر کے رہنا شروع کر دیا۔ خدا کو اس طرح منظور تھا کہ شیخ عراقی عاشق الٰہی پانی پت میں پیدا ہوئے اور آپ کے قدم کی برکت سے یہ ولایت ہند دار الشرف بنے۔

نقل ہے کہ جب عاشق الٰہی پیدا ہوئے تو آپنے رونا شروع کیا اور دودھ نہیں پیا اور آنکھ بھی نہیں کھولی۔ جب تین دن اسی طرح گذر گئے تیسرے دن شیخ فخر الدین گھر سے باہر آکر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مست درویش چھڑا اوڑھے ہوئے دروازہ پر کھڑا ہے۔ اس سے سلام علیک کی درویش نے سلام کا جواب دیا اور کہا اے شیخ تجھے مبارک ہو تیرے بیٹے کے دیکھنے کا منتظر ہوں۔ شیخ اس کا ہاتھ پکڑ کر گھر میں لے گیا۔ عاشق الٰہی کو دکھلایا درویش نے اس نونہال چمن کے دیکھتے ہی اس کی پیشانی چومی اور کلام اللہ کی یہ آیت فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ عاشق الٰہی کے کان میں آہستہ

آہستہ پڑھی اسیوقت رونا بند ہوگیا۔ درویش نے فرمایا کہ اے شیخ تیسرا بیٹا عاشق الٰہی ہے۔ عاشقوں کا بھید کسی سے نہیں کہنا چاہیئے۔ یہ بات فرمائی اور شیخ کی نظر سے غائب ہوگیا۔

نقل ہے کہ حضرت رسالت پناہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کی رات کو فردوس اعلیٰ کی بلندی پر گذرتے تھے۔ وہاں دیکھا کہ ایک مست ہاتھی رنگ کا سُرخ ناچ رہا ہے آپنے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ خدا کا یہ کیا بھید ہے۔ جبرئیلؑ نے جواب دیا کہ یا محمد صلعم یہ مست ہاتھی شرف الدین عاشق الٰہی ہے کہ عاشقوں میں سے ایک عاشق ہے اور تیری امت میں ہے۔ حضرت صلعم نے خوش ہوکر خدا کی درگاہ میں شکریہ ادا کیا اور فرمایا الحمد للہ رب العالمین۔ سب تعریف ہے اُس خدا کے لیئے جو تمام مخلوق کا پالنے والا ہے۔ میری اُمت میں ایسے لوگ بھی ہیں۔

نقل ہے کہ عاشق الٰہی چالیس برس تک علوم دینی اور فتویٰ کے پڑھنے میں پرانی دہلی کے کسی مقام پر جو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے ارد گرد تھا مشغول رہے۔ اور زیارت اور مجاہدے بہت کیئے۔ بعدازاں علم ظاہر کو دل سے بُھلا کر اور کتب خانہ کو دریا میں ڈالکر جنگل کو نکل گئے۔ رات دن استغراق میں رہنے لگے، چنانچہ کتابوں میں اکثر جگہ درج ہے اور پہلے لوگ بھی بیان کرتے ہیں کہ آپ نے دانہ پانی کی طرف چالیس برس تک اصلاً رُخ نہیں کیا۔ آپ کو وہ درجہ حاصل ہوا تھا کہ اگر کوئی آپ کے پاس سے گذرتا تھا۔ اور اس کو جمال کی نظر سے دیکھ لیتے تھے تو وہ کامل ولی ہوجاتا تھا۔ اور جو جلال کی نگاہ سے ملاحظہ فرماتے تھے تو خاک ہوجاتا تھا قصہ مختصر یہ ہے کہ جو کوئی شخص مقام کمال اور کرامات اور باطنی قوت میں بلاواسطہ حضرت علی مرتضیٰ رضؓ جیسے شخص سے فیضیاب ہوفے کسقدر عالی رُتبہ اور بلند درجہ ہوگا۔

نقل ہے۔ کہ شوق الٰہی کے جوش میں آپ کو ایک رات میں ستر دفعہ نہلانے کی حاجت ہوئی اور آپ نے ستر ہی دفعہ غسل فرمایا اور کبھی کئی راتیں اس طرح

گذریں جاڑے کی کثرت اور ٹھنڈے پانی کے نہانے سے آپکا بدن مبارک پھٹ گیا اور ایسی جگہ سے شق ہوا کہ ہاتف غیب نے آواز دی کہ اے شرف الدین قلندر تو معذور ہے خدا اور رسول خدا کی جناب سے تجھے نماز معاف ہو گئی ہے۔ اور ابتدائے شوق سے آخر تک ذات باری میں نہایت محو اور مستغرق رہے۔ یہاں تک کہ جان جاناں کی سپرد کر دی اور اپنے جنازہ کو مسجد اقصیٰ تک پہنچایا اور تصوف میں ایسی ایسی لائق تصنیفات اور شائق تالیفات آپنے لکھی ہیں کہ عقل اور فکر کی نگاہ اسکے کشف سے عاجز و قاصر ہے اور خصوصاً اس زمانہ میں کہ اسکو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ جبتک کہ عشق کا ہما کسی پر اپنا سایہ عرش پایہ نہ ڈالے اور اس سایہ کے ہم پہلو نہو وے۔ اُس کو روشنی نہیں پہنچنے کی اور حظ بھی نہیں حاصل ہوگا ؎ تو چہ دانی زبان مرغان را + چوں ندیدی گہے سلیمان را + تو جانوروں کی بولی کیا سمجھے گا۔ جب تو نے کبھی سلیمان ہی کو نہیں دیکھا۔ سید العارفین حضرت میر سید عبداللہ وکھنی صوفیہ کے امام تھے قلندر صاحب کی تعریف از حد کرتے ہیں، اور فرماتے ہیں کہ قلندر عاشق اولیا صاحبان جذب و استغراق سے گذرے ہیں۔ اور اولیاء کے بخشی اور امام البدلا عاشق خدا ہوئے ہیں اور لڑکے اکثر آپکو پتھر مارا کرتے تھے۔ تو آپنے فرمایا کرتے تھے کہ سبحان اللہ ساتویں آسمان پر فرشتے تو میری عزت کرتے ہیں۔ اور فرمایا جاتے ہیں اور یہ لڑکے مجھکو پتھر مارتے ہیں۔ اور سید العارفین نے بھی بیان کیا ہے کہ آپ پانچویں آسمان پر آرام فرمایا کرتے تھے۔ اور آپکی خانقاہ میں نو عمر لڑکے رہتے تھے۔ جس کے ڈاڑھی نکل آتی تھی۔ اُس کو باہر نکال دیتے تھے اور آپ خود یہ بیت پڑھا کرتے تھے ؎ بیک دیدہ ہمی بینم دو عالم + کہ آں دیدہ توئی نہ چشم پُر نم + ایک آنکھ سے دونوں جہاں کو دیکھتا ہوں وہ آنکھ تو ہے نہ یہ آنکھ آنسو والی) اور سید ہی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت سید محمد گیسو دراز گلبرگی۔ داعی حق کو لبیک اجابت فرمانے سے پہلے قلندر عاشق الٰہی کے یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔ **ابیات**

خراباتے شدم مستاں جامے + نمیدانم حلالے از حرامے + تمامی در خرابات خرابی + خودم ہشیار واں گو ناتمامے + نمازے میگزارم در خرابات + نہ اندر وے سجودے نے قیامے + میاں مسجد و میخانہ راہے + نمائی عاشقاں کاں رہ کدامے + گہے زنار و گہ تسبیح

بندم۔ گہے دیر و گہے کعبہ خرامے + شرف زنار و تسبیحت یکے شد + تو خواہی خواجہ شو خواہی غلامے + میں نے سید سے سُنا اور اسکے بعد جانا کہ حضرت شاہ شرف الدین بو علی قلندر پانی پتی عاشقان الٰہی سے ہیں اور اسکی عظمت اور جلال کی انتہا نہیں ہے جیسا کہ کاملوں اور محققوں نے اسکی شان کی بلندی کا اقرار کیا ہے اور تعریف کی ہے اور سید ہی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ عاشق الٰہی کا شہود ہمیشہ کے لیئے ہے۔ اور آپ کے حال کی بلندی اسدرجہ تک پہنچ گئی تھی کہ آپکی خاص نظر جس کسی پر پڑ جاتی تھی اُسیوقت کامل ہوجاتا تھا اور جذبہ اس درجہ غالب تھا کہ چالیس برس تک اصلا دانہ پانی کی طرف میل نہیں کیا اور زمین پر نہ سوئے اور جو کچھ زبان مبارک سے نکلتا تھا اُسیوقت ہو کر رہتا تھا اور جب ذکر الٰہی میں مستغرق ہوجاتے تھے تو ہر بال کے جڑ سے پسینہ جاری ہوجاتا تھا اور جو بوند زمین پر گرتی تھی ہُو کا نقش بن جاتی تھی اور استغراق کی کثرت سے دونو جہان سامنے نظر آیا کرتے تھے۔ چوپائے جنگل سے آتے تھے اور کہا کرتے تھے یا عاشق خدا ہمکو ذبح کر اور کھا مگر آپ قبول نہیں کرتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ سلطان علاؤ الدین خلجی دہلوی نے کچھ تحائف آپکی خدمت میں بھیجنی چاہی آپ کے جلال اور ہیبت سے کسی میں روبرو جانے کی طاقت نہ پائی بہت سوچنے اور فکر کرنے کے بعد یہ تجویز کی کہ امیر خسرو دہلوی قدس سرہٗ کو آپکی خدمت میں بھیجیے۔ چنانچہ اس ارادہ سے خود حضرت شیخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی قدس سرہٗ دہلوی بدایونی کی خدمت میں جاکر اس بات کی اجازت چاہی۔ حضرت شیخ موصوف نے بہت تامل کے بعد بادشاہ کی درخواست کے موافق امیر خسرو کا بھیجنا قبول فرمایا اور چلتے وقت امیر خسرو کو بہت کچھ نصیحت فرمائی کہ دیکھنا جس طرح عاشق الٰہی فرمائیں اسی طرح اپنی سعادت جانکر عمل میں لانا اور کسیطرح سے روگردانی نکرنا اور دل و جان سے تسلیم کرنا۔ القصہ جب امیر خسرو بادشاہ کی درخواست کے موافق مع خزانوں کے پانی پت میں پہنچے، خادموں نے امیر خسرو کے آنے کی اطلاع دی اور کہا کہ امیر خسرو سلطان علاؤ الدین اور حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین دہلوی بدایونی

کی طرف سے خدمت عالی میں آیا ہے۔ آپنے آنیکی اجازت دے لی ہے، امیر خسرو حاضر ہوئے تو پوچھا اے خسرو ہندی زبان میں ہیٹری گو اہیر و گیت بنانے والا، تجھکو کہتے ہیں۔ امیر نے آداب بجالاکر اور زمین پر ٹوپی رکھکر کہا ہاں مجھی غلام کو اس لقب سے پکارتے ہیں عاشق الٰہی یہ فرماکر اور طرف متوجہ ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد امیر خسرو کی طرف متوجہ ہوئے حضرت امیر نے کہا کہ یا قلندر عاشق بادشاہ وقت کی نذر قبول فرمایئے آپنے فرمایا کہ اے امیر خسرو مجھکو چالیس برس ہوئے کہ میں اپنے تئیں نہیں جانتا اور دنیا اور نہ دنیا کے دھندوں کو جانتا ہوں پھر یہ چیزیں کس کام آینگی اسے پیارے اسوقت کچھ اپنا کلام جو تجھے یاد ہو تو کہ۔ اسوقت امیر نے یہ غزل گائی۔

آنکہ گوئی ہیچ سختی چوں فراقِ یار نیست !	گر امید وصل باشد آنچناں دشوار نیست
عاشقاں را در جہاں یکساں نباشد روزگار	زانکہ ایں انگشت ہا بر دست من ہموار نیست
خلق وا بیدار باید بود از آبِ چشم من !	این عجب کاں طرفہ مینگرم کہ کس بیدار نیست
یکقدم بر نفس خود نہ وال دگر در کوئے دوست	ہر چہ بینی دوست بیں با ایں و آنت کار نیست
چند میگوئی بروز نار لے بت پرست	بر تن خسرو کدامی رگ کہ آں زنار نیست

قلندر عاشق نے ان بیتوں کو سُنکر فرمایا تو اچھا کہتا ہے اور اچھا رہے گا اور اچھا جائیگا۔ مجھ فقیر کے کلام میں سے بھی سن یہ غزل پڑھی ؎ وہیم خسرواں بر ما نعل استر است + خسرو کسیکہ خلعت تجرید در بر است + سیمرغ دارد ے نہفتم بقاف عشق۔ گو عارف کہ منظر او عرش اکبر است + عقل کل است علم لدنی بعارفان + ایں عقل و علم حسی و درسنی مختصر است + درس شرف بنود زالواح ابجدی + لوح جمال دوست مرا در برابر است + جب یہ بیتیں امیر خسرو کے روبرو پڑھیں تو امیر بہت رویا۔ اُسوقت آپنے فرمایا اے خسرو دردمند ہے۔ کچھ بجھدا ہی ہے یعنی روتا ہی ہے۔ کچھ سمجھتا بھی ہے۔ امیر خسرو نے آداب بجالاکر اور ٹوپی زمین پر رکھکر عرض کیا کہ میں اسی سبب سے روتا ہوں کہ کچھ نہیں سمجھتا۔ قلندر عاشق الٰہی بہت خوش و خرم ہوئے اور بہت آفریں کی اور اپنے بھتیجے شیخ احمد زندہ پیر کی طرف اشارہ فرمایا کہ امیر کو خانقاہ میں لیجاؤ اور تین دن تک

ایسی مہانداری اور ضیافت کرو کہ کوئی دقیقہ باقی نہ رہے اور تین دن بعد امیر خسرو کو رخصت کیا اور ایک بات ملک علاؤالدین خلجی کو اس مضمون کی لکھدی کہ علاؤالدین خلجی فوطہ داری دہلی مقرر جانے کہ خدا تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ زندگانی اچھی طرح گذاری جب یہ تحریر سلطان کے پاس پہنچی تو خوشامدیوں میں کسی نے رخنہ ڈالنے کے طور پر بادشاہ سے عرض کیا کہ بادشاہوں اور خلیفاؤں کی نسبت ایسی عبارت لکھنی اچھی نہیں ہے سلطان نے جواب دیا کہ اے بیوقوف لاکھوں رحم مجھپر فرمائے کہ دہلی کی فوطہ داری میرے نام مقرر رکھی۔ بعض آدمی نقل کرتے ہیں کہ امیر خسرو نے اسوقت عرض کیا یہ چیزیں علاؤالدین کی بھیجی ہوئی ہیں۔ انکی نسبت کیا حکم ہے فرمایا خسرو مختار رہے جو کچھ بہتر سمجھے کرے امیر خسرو نے کہا کہ خانقاہ کے آدمیوں کو دیدوں فرمایا کہ دیدے۔ پھر امیر نے عرض کیا کہ یا حضرت میری یہ آرزو ہے کہ اپنا سر آپکے قدموں میں ڈالوں اور چوموں اور اپنی آنکھیں ملوں۔ فرمایا اے بھائی ہمارے نزدیک مت آ۔ کیونکہ یہاں جلانے والی آگ ہے یہ کہا اور امیر خسرو کو رخصت فرمایا۔

نقل ہے کہ امیر خسرو نے دوبارہ سیر کے طور پر عاشق الٰہی کی خدمت میں آکر ملاقات حاصل کی آپنے امیر سے فرمایا اے خسرو میں اکثر نبی اکرم صلعم کی محفل قدسی منزل میں تمام ولیوں کو دیکھتا ہوں اور اس کا کیا سبب ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین اس مجلس عالی میں نہیں دکھائی دیتے امیر خسرو یہ بات سُنکر چپ ہو گئے اور سلطان المشائخ اپنے پیر کیخدمت میں آکر یہ تمام ماجرا عرض کیا حضرت شیخ موصوف نے جواب دیا اے خسرو پھر آپکی خدمت میں جاؤ اور ملاقات کرکے کہو کہ اگر آپ کا نبی اکرم صلعم کی محفل اقدس میں جانا ہو تو جہاں جناب حضرت محمد مصطفیٰ بیٹھے ہیں وہاں آپکی پُشت پر ایک حجرہ ہے اسمیں فقیر کو تلاش کریں جب امیر پھر عاشق الٰہی کی خدمت میں آیا اور جو کچھ حضرت سلطان المشائخ نے فرمادیا تھا بیان کیا عاشق الٰہی نے امیر سے فرمایا اے امیر خسرو آؤ ہم تم دونوں آنحضرت کی انجمن فیض موطن میں چلیں اور شیخ نظام الدین کو دیکھیں جب محفل قدسی میں پہنچے تو تمام ولیوں کو کھڑے ہوئے دیکھا اور امیر خسرو بھی اسی جگہ کھڑے رہ گئے حضرت قلندر اس حجرہ کی طرف گئے اور چاہا کہ حضرت شیخ نظام الدین

کو دیکھوں مگر آنحضرت کے ادب سے قدم نہ رکھ سکے ایک نعرہ مارا اور کہا ؎ پردہ بردار کہ تا عارض زیبا نگریم + ورنہ از آہ جگر پردۂ عالم بدریم + دوہرہ گھونگٹ کھولی بدن حسین مکھ دیکھن دے موہے + ناتر نامار ہوں جو سب جگ دیکھے توہے۔ جناب حضرت رسالت پناہ نے قلندر عاشق الٰہی کی طرف دیکھکر فرمایا اے شرف الدین مست کیا چاہتا ہے۔ عرض کیا حاشیہ بوستان بساط پر سب روشن ہے فرمایا محبوب نظام الدین کو دیکھنا چاہتا ہے کہا ہاں اے رسول اللہ آپنے فرمایا آو یہ محبوب بیت کے ڈوے میں بیٹھا ہوا ہے۔ عاشق الٰہی زمین خدمت کو ادب کیساتھ بوسہ دیکر حجرے کی طرف دوڑا۔ کیا دیکھتا ہے کہ شیخ نظام الدین ایک سفید مصلّیٰ پر غایت معشوقی اور نہایت رعنائی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ عاشق الٰہی نے آپکو دیکھا اور خدا کا شکر بجالایا۔

نقل ہے کہ حضرت قلندر اور امیر خسرو حضرت نبی اکرم کی محفل قدسی منزل میں باطن میں ظاہر تھے کچھ عرصہ کے بعد مراقبہ سے فارغ ہو کر عالم ظاہر کی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ ایک شخص ہاتھ باندھے کھڑا ہے۔ قلندر صاحب نے پوچھا تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اس نے عرض کی بندہ بخارا کے رہنے والوں میں سے ہے شیخ کامل کی تلاش میں آیا ہے ابتک نہیں ملا۔ اب دہلی سے چلا آتا ہوں۔ آپنے فرمایا دہلی سے جو تو یہاں آیا دہلی ہی میں حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کی خدمت میں کیوں نہ گیا جو وہاں تیرا مطلب بھی حاصل ہو جاتا اس نے عرض کیا کہ یہ بندہ کمینہ بھاؤالدین اپنا مطلب ڈھونڈھتا ہوا دہلی پہنچا خلق اللہ سے سُنا کہ یہاں حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی اور پانی بت میں حضرت بو علی قلندر یہ وہ بہترین خلائق ہیں۔ خوش ہو کر پہلے حضرت محبوب الٰہی کی خانقاہ جو دریائے جمن کے کنارے پر واقع ہے (اور اب وہ خانقاہ مقبرہ ہمایوں بادشاہ واقع بیروں قصبہ عرب سرائے متصل دہلی کی پشت پر موجود ہے) (از مترجم) حاضر ہوا اور دیکھا کہ اہل خانقاہ یعنے مرید اور طلبۂ وغیرہ تمام بے خود ہو کر عالم تحیر میں غرق ہیں کسی آنے جانے والے کی اُن کو خبر نہیں۔ میں سیدھا اُس بزرگ کے حجرے میں کہ جس میں حضرت رہا کرتے تھے چلا گیا کیا دیکھتا ہوں کہ حجرہ کی چھت نہیں ہے اور آسمان سے

زمین تک نورانی ہو رہا ہے اور ایک نوجوان آدمی نہایت شکیل اور حسین شاہانہ لباس پہنے ہوئے ہے اور اس نوجوان کے سامنے ایک دلہن سرخ جوڑا پہنے ہوئے ناز و انداز کے ساتھ دوزانو بیٹھی ہوئی ہے جب میں نے یہ ماجرا عجیب و غریب دیکھا تو خوف زدہ اور اندیشناک ہو کر حجرہ اور خانقاہ سے باہر چلا آیا اور دل میں سوچنے لگا کہ کیا ماجرا ہے شاید یہ مکان کسی بڑے امیر کا ہے خوب ہوا کہ مجھکو کسی آدمی نے نہیں دیکھا ورنہ نہیں معلوم کہ مجھکو اس حرکت نامعقول کے بدلے وہ کیا سزا دیتا۔ پھر جو حضرت کی خانقاہ دریافت کی تو وہ ہی معلوم ہوئی وہاں سے ناامید اور بدعقیدہ ہو کر خدمت عالی میں آیا ہے اور مجھپر جو کچھ گذرا ہے وہ حضور میں عرض کر دیا قلندر صاحب اس حال کو سنکر کیفیت میں آئے اور بار بار وہی حال اُس شخص سے پوچھتے تھے اور کیفیت میں آتے تھے اور اس آدمی کی آنکھیں چومتے تھے اور فرماتے تھے تو بڑا خوش نصیب ہے جو تو نے ایسا عمدہ موقع اپنی آنکھوں سے دیکھا جو کسیکو میسر نہیں ہے۔ بیٹھ جاؤ میں تیرے قدم لوں اور تیرے قربان ہو جاؤں اس کے بعد اپنے مریدوں اور طالب علموں کو بُلا کر فرمایا کہ اس آدمی کی زیارت کرو کیونکہ یہ شخص محبوب الٰہی کی محبوبیت کی شان اپنی آنکھوں سے دیکھکر آیا ہے پھر فرمایا اے بھائی مجھ سے کیا چاہتا ہے مجھکو اس درجہ کا دسواں حصّہ بھی جو تو نے دیکھا ہے نصیب نہیں ہے جا اور آپ ہی کی خدمت میں حاضر ہو تا کہ تجھکو نعمت اور دونوں جہاں کی دولت ملے اور امیر خسرو کے ساتھ اُسے حضور کی خدمت میں رخصت کیا۔ واللہ اعلم بالصواب

نقل ہے کہ عاشق الٰہی بے انتہا شوق کے جوش سے اپنے والدین کی زیارت کے کمال شوق کے غلبہ میں شہر دہلی سے روانہ ہو کر پانی پت میں تشریف لائے اور اپنے بزرگ ماں باپوں کے مزار پر جا کر زیارت سے مشرف ہوئے ایک مدت تک اسی جگہ اپنے خدا کے ساتھ مشغول اور مستغرق رہے اور اپنی کچھ خبر نہ تھی چنانچہ آپکی لبیں بہت بڑھ گئی تھیں۔ کسیکو اس بات کی طاقت نہ تھی جو انکے کتروانے کیلئے عرض کرتا یہانتک کہ پانی پت کے سالار یہ ناچک قوم کے بعض آدمی جو آپ کے حال سے ناواقف تھے آئے اور آپ سے سوال کیا کہ یا درویش خدا آپکی موچھوں کے بال بہت بڑے ہو گئے ہیں آپ نے انکو کچھ جواب نہ دیا سب لوگ اکھٹے ہو کر ضیاءالدین سنّامی المعروف بہ علی مفتی

کے پاس کہ شرع کے عالموں کا پیشوا تھا آئے اور بیان کیا اس مفتی نے جو حقیقت کے راستے سے غافل اور کیفیت کے حال سے ناواقف تھا ایک محضر لکھا کہ شرف الدین قلندر فاضل اور عالم ہے اور چالیس برس تک دہلی میں پڑھا ہے۔ اب پانی پت میں وطن ہونے کے سبب سے آیا ہے اور ظاہری علم کے دروازے بند کر کے شروع کے لوگوں کی صحبت کو چھوڑ دیا ہے گوشہ نشین ہو گیا ہے سزا دینے کے قابل ہے جب یہ محضر لکھکر قاضی وغیرہ اس قوم کے بزرگوں کی مہر و گواہی سے تیار اور درست ہوا تو اُسکو خواجہ ملک علی انصاری کے پاس مہر کے لئے بھیجا۔ یہ خواجہ ہرات کے فاضلوں اور عالموں کا پیشوا چند دن سے ٹھٹہ میں اترا ہوا تھا۔ اور سرکار ہند کے قصبہ پائل میں آیا اور وہاں سے قصبہ پانی پت میں گھوڑوں کو تازہ دم کرنے کے لئے ٹھیر گیا تھا اور اپنے دونوں لڑکوں خواجہ نصیر اور خواجہ مسعود کے ساتھ پڑھنے میں مشغول تھا۔ خواجہ ملک علی نے مفتی کے اس محضر کو ملاحظہ کیا اور مضمون معلوم ہونے کے بعد فوراً ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور لانے والے آدمی نے اس محضر کو پرزے اس بجز مفتی اور پانی پت کے باشندوں کے آگے ڈالدیئے۔ اور ساری کیفیت اور روئداد حال بیان کی پس ضیاء الدین مفتی وغیرہ نے جمع ہو کر خواجہ کو محکمہ عدالت میں بلوایا اُنکے بلانے سے خواجہ ہتیار لگا کر عدالت میں حاضر ہوا انھوں نے خواجہ سے پوچھا کہ محضر کے ٹکڑے ٹکڑے کیوں کر ڈالے خواجہ نے جواب دیا یہ کہ درویش مست الست ہے آیت کریمہ کے بموجب لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى شرع شریف کے احکام کی تکلیف سے معاف اور مبرا ہے تم لوگ اس کی نظر فیض اثر کو نہیں دیکھ سکتے ہو۔ اور سیاہ دل ہوا اور اہل اللہ کے باطن کی تمکو کچھ خبر نہیں ہے ایسے بزرگ درویش خدا کو تکلیف دینی کسی مذہب و ملت میں روا نہیں ہے۔ اے مفتی تو اس درویش کی نگاہ قہر سے بچ اور اگر تجھکو اس بات کا یقین نہیں ہے تو بالفعل مفتی ہے۔ اس کے موچھوں کے بال ہاتھ میں لے اور کتر ڈال مفتی کے سات لڑکے تھے ایک ایک کو لبیں کترنے کے لئے قلندر عاشق کے پاس بھیجا ساتوں کے ساتوں شرف الدین قتال کی نگاہ قہر جلال کی بجلی سے جاں بحق تسلیم ہوئے

ضیاء الدین مفتی نے یہ مقدمہ سنکر کہا الحمد للہ ہمارے لڑکے شرع محمدی کے رستہ میں کام آکر شہید ہوئے۔ مفتی آپ اٹھا اور قینچی اپنے ہاتھ میں لی اور قلندر کے روبرو گیا گو کہ عاشق الٰہی حق تعالیٰ کے خیال کے تصوّر اور مشاہدہ میں خود ڈوبے ہوئے تھے اور انکو اپنی خبر نہ تھی۔ لیکن اسوقت حکم شریعت کی اطاعت میں سر جھکا دیا مفتی نے آپ کی لبیں کترنے کیلئے ہاتھ بڑھایا اور کترنے کے بعد ہر بال کی جڑ سے خون کی بوندیں ٹپکنے لگیں پس عاشق الٰہی نے ان کترے ہوئے بالوں کو اپنے ہونٹوں سے چوما اور فرمایا کہ الحمد للہ رب العالمین کہ یہ بال شرع محمدی کی راہ میں پکڑے گئے ہیں۔ چونکہ آپ کے بدن مبارک کا ایک ایک بال یادِ الٰہی میں مشغول تھا کچھ رنجیدہ ہوکر فرمایا اے ضیاء الدین تیری قبر پر گدھے چرا کریں گے اور کھوئے گدھے تیری ہی قبر پر ملا کرینگے ایسا ہی مشہور ہے اور عمل میں آرہا ہے۔ مفتی نے پھر انفعال کے مارے نماز شروع کرنیکی تقلید کی قلندر نے فرمایا کہ جناب الٰہی سے نماز مجھکو معاف ہوگئی ہے۔ کیونکہ اکثر اوقات استغراق میں گذرتی ہے مفتی نے کہا کہ پیغمبر خدا صلعم کو تو نماز معاف ہوئی ہی نہیں تمکو کیونکر معاف ہوگئی فرمایا اے غضب الٰہی کے مادے میں اپنے اختیار میں نہیں ہوں ہم مست الست ہیں مکر کی نماز نہیں جانتے ہیں۔ اے ضیاء الدین حق کی نماز اور ہے مفتی نے کہا کہ اس بات میں حیلہ بازی نہیں سنی جاتی مفتی کے اس کہنے پر عاشق الٰہی کا دل جوش میں آگیا اور فرمایا اے ضیاء الدین اے اوٹھ اور مجھکو اس کمربند سے مضبوط باندھ لے جو میں بندھا ہوا رہ جاؤں تو مجھپر حد شرع واجب ہوگی اور جو بندھا ہوا نہ ہوں تو معذور رکھ مفتی آپ اٹھا اور کمربند سے آپکی کمر میں کئی البیٹ دیئے ہرگز بندھی ہوئی نہ ہی وہی کمربند جس طرح ضیاء الدین کے ہاتھ میں بندھا ہوا تھا رہا اور حضرت جیسے کھڑے ہوئے تھے ویسے ہی کھلے ہوئے کھڑے رہے اسیواسطے کہ آپ کا جسم شریف اور عنصر لطیف فرشتوں کی سی صفت رکھتا تھا اور ذات کی لطافت کے سبب سے نور الٰہی سے بدل گیا تھا ہوا میں گانٹھ لگانا اور نور کے شعلے کو بال کے تار سے باندھنا ہوا کو مٹھیوں سے ناپنا ہے آخر کو مفتی شرمندہ ہوگیا۔ جب قلندر پردہ جلال سے نکلکر

حالت جمال میں آئے تو فرمایا اے ضیاءالدین مفتی میں عاشق ہوں اور اپنے معشوق کے عشق میں مبتلا ہو رہا ہوں تو اٹھ اور نماز پڑھ میں بھی فرضوں میں شریک ہو جاتا ہوں مفتی امام بنکر کھڑا ہوا اور قرأت شروع کی۔ حضرت بھی نماز میں شریک ہوکر استغراق میں چلے گئے مفتی ۔جب نماز پڑھ چکا تو دیکھا کہ قلندر سر جھکائے ہی کھڑے ہیں۔ اس نے عرض کیا اے درویش کیوں کھڑا ہوا ہے۔ حضرت نے سر اونچا کیا اور کہا اے ضیاءالدین مفتی ڈوہرہ ۔ آنکھیں گھاٹی گورو دھاوے + یہ نماز شرفا نہیں بہاوے + خواجہ ملک علی انصاری نے عرض کیا۔ آپنے یہ کیا فرمایا۔ جواب دیا۔ اے ملک علیؒ "لاصلوٰۃ الا بحضور قلب" نماز جائز ہی نہیں ہے۔ اور لوگوں نے عرض کیا کہ یہ متن بہت مختصر ہے، اسکو مفصل کر کے فرمائیے آپ نے فرمایا کہ مفتی کے گھر میں گھوڑے کا بچہ پیدا ہوا ہے ضیاءالدین اپنے گھر میں پھر رہا تھا اور بچہ کی حفاظت کر رہا تھا کہ ایسا نہو بچہ گیہوں کے کھتے میں گر پڑے، اے یارو ہم عاشق لوگ ہیں۔ کبھی جوش میں ہوتے ہیں کبھی خروش میں اور کبھی ایمان والے بندے عشق کے سوا کچھ نہیں جانتے ہیں۔ **ابیات**۔

قلندر را نوازشہا خدائے را گذارشہا	خدا اندر قلندر داں قلندر را خدا خود بیں!
نہ آنجا کفر و نہ ایماں نہ آنجا حجت و برہاں	نہ آنجا آیت قرآں ہمہ گزرست پا در بیں!
نہ من بے او نہ بے من نہ او کاندر میاں آید	میاں او من خود را ہزاراں جائے برتر بیں

چنانچہ عاشق کا کلام اس معنی پر مبنی ہے، القصہ مفتی شرمندہ ہوا۔ اس مقدمہ کے بعد خواجہ ملک علی انصاری حضرت کا یہ حال دیکھکر وہاں سے اوٹھا اور اس مسجد میں جو گھر کے پاس تھی آیا اور کچھ کھانا کھانا چاہا۔ اتفاقاً قلندر عاشق الٰہی عنایت فرماکر ملک علی سے ملنے کے لئے تشریف لائے اور اس مسجد میں جو خواجہ کے گھر کے پاس تھی جلسہ منعقد فرمایا اور اپنے آنیکی خبر خواجہ کو کی ملک علی کھانا کھانے ہی کو تھا یہ خوشخبری سننے کے ساتھ ہی کھانے کا خوان اپنے سر پر اور روٹیاں ایک لڑکے کے سر پر اور دوسرا لڑکا آفتابہ اور چلمچی لیکر پیر مرشد عاشق الٰہی کی جناب میں حاضر ہوئے اور قدمبوسی کی اور ادب کے ساتھ کھانا کھایا اور کہا احسن کما احسن اللہ الیک کھانے کے بعد آپنے فرمایا اے ملک علی تمنے محضر کو پھاڑ ڈالا۔ خواجہ نے

عرض کیا کہ اے حضرت میرے نزدیک وہ محضر درست نہ تھا آپ نے فرمایا تم جانتے ہو
میں یہاں کس کام کو آیا ہوں خواجہ نے عرض کی کہ حضرت مجھکو کچھ نہیں معلوم۔ مگر
حضور ارشاد فرمائیں آپ نے فرمایا کہ میں اس کام کے لئے آیا ہوں کہ تم قصبہ پانی پت کو
اپنا وطن بنالو۔ خواجہ نے عرض کی کہ میرا ارادہ تو حج کا ہے۔ اور دوسرے میرا کوئی علاقہ
یا تعلق پانی پت میں نہیں ہے۔ جس کے سبب سے یہاں رہوں آپنے فرمایا کہ کعبہ
یہیں ہے۔ آپ کے ہاتھ میں جو عرب تو اس کو ایک انگشت شہادت کے اشارہ سے سارا
زمین میں گاڑ دیا اور فرمایا کہ تمہاری اولاد کی جڑ زمین کے نیچے تک بٹھا دی ہے انشاءاللہ
تعالیٰ قیامت تک آباد رہے گی۔ خواجہ نے یہ کمال دیکھکر فرمانبرداری اور رغبت کیساتھ
منظور کیا اور دونوں بیٹوں کو حضور کے قدموں میں ڈالدیا۔ آپ نے فرمایا تیرا کیا نام ہے
اس نے عرض کیا بندہ کا نام مسعود۔ آپ نے فرمایا مسعود ما مقصود ما دوسرے سے
پوچھا تیرا کیا نام ہے اس نے عرض کیا نصیر۔ آپنے فرمایا نصیر ما منصور ما انھیں دونوں میں
سلطان شمس الدین بلبن بادشاہ دہلی نے قلندر عاشق الٰہی کی خدمت میں ایک عرضی اس
مضمون کی بھیجی کہ فدوی کو حضور کی قدمبوسی کی بہت آرزو ہے اگر حکم ہو تو پانی پت
میں آؤں آپنے پانی پت کے آنے کو منع فرمایا اور سنپت میں آنے کی اجازت دی اور
میں بھی سنپت میں سید ناصر الدین شہید کی زیارت کیلئے آتا ہوں۔ چنانچہ عاشق الٰہی
سنپت میں تشریف لیگئے اور سلطان شمس الدین نے جو پہلے ہی سے حضرت کے انتظار
میں موجود تھا اور قدمبوسی حاصل کی اور بہت خوشی اور مقصدوری ظاہر کی اور ہاتھ باندھکر
اور کھڑے ہوکر عرض کی کہ مجھکو کچھ کام فرمایئے قلندر صاحب نے فرمایا مجھکو کچھ کام نہیں
ہے بادشاہ نے دوبارہ عرض کی میری آرزو اور تمنا یہی ہے کہ میری عرض قبول فرمائی
جاوے۔ جب آپکو بادشاہ کی آرزو بہت معلوم ہوئی تو فرمایا اچھا منظور ہے ملک علی
جو خواجہ عبداللہ انصاری کی اولاد میں سے پیشوائے وقت تھے آیا تھا اور ارادہ حرمین
کا رکھتا تھا اسکو ہمنے پانی پت میں رہنے کے لئے کہدیا ہے ایلچی پانی پت میں بھیجکر
اُسکو بلاؤ اور جو کچھ اُس کے ساتھ سلوک کروگے وہ سب ہمکو منظور اور قبول ہے چنانچہ

بادشاہ نے حضرت کے ارشاد کے بموجب خواجہ موصوف کو بلایا اور بہت عزت و حرمت کیساتھ پانی پت کے ایک طرف کے قاضی کی خدمت بالکل مع املاک اور چند ہزار بیگہ زمین کے عطا فرمائے حضرت نے جب یہ حال سُنا فرمایا الحمد للہ والمنۃ اے خواجہ جلد پانی پت میں جا اور وہاں رہنا اختیار کر قیامت تک تمہارا خاندان اولاد سے کثیر ہو جائے گا۔ قلندر صاحب کے زمانہ سے ابتک قوم انصار قصبہ سونی پت میں معزز ہے اور ملک علی کی بہت سی اولاد ہے اور ان میں سے بعضے صاحب کمال بھی ہوئے ہیں۔ چنانچہ شیخ امان شیخ حسین و مولانا وغیرہ علیہما الرحمۃ پانی پتی کے بڑے بزرگوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

نقل ہے کہ جب ضیار الدین مفتی مذکور کے لڑکے قلندر صاحب کی نظر قہر سے جان بحق تسلیم ہوئے تو اس میں سے ایک زین الدین تھا کہ اس نے دو لڑکے معین الدین صاحب تاج الدین چھوڑے۔ جب معین الدین دس برس کا ہوا تو اس کے دادا نے اسے اپنے پاس بلاکر حضرت کی خدمت میں رہنے کا اشارہ کیا معین الدین اپنے جد بزرگوار کے حکم کے بموجب ہر روز آپ کی خدمت میں جاتا تھا۔ اور دُور سے ہی ہاتھ باندھے کھڑا رہتا تھا۔ اس کا بھائی تاج الدین کہ بے پرواہ اور آزادانہ اوقات بسر کرتا تھا۔ ایک روز اپنے بھائی معین الدین کیساتھ حضرت کیخدمت میں آیا اور بھائی کے برابر کھڑا ہو گیا حضرت اسوقت خوش تھے ان دونوں کو اپنے آگے بلایا اور حضرت کے ہاتھ میں کوڑا تھا کہا دونوں بھائی پیٹھ سامنے کرو۔ اوّل تاج الدین سامنے گیا اور پیٹھ جھکا دی ایک کوڑا اسکی کمر پہ مارا پہلے اور پچھلے تمام علوم ان پر ظاہر ہو گئے اور ازل اور ابد کی حقیقت ان پر کھل گئی۔ حضرت نے فرمایا اے معین الدین تجھکو میں نے دین دیا۔ دُنیا کے لئے تو کیا کہتا ہے۔ معین الدین نے کہا کہ یا پیر مرشد مجھکو دین پسند ہے میں دُنیا نہیں چاہتا ہوں آپنے فرمایا کہ دُنیا بھی لے اگر تیرے کام نہ آویگی تو تیری اولاد کے کام میں آجائیگی کہا لڑکوں کا خدا رازق ہے۔ حضرت نے فرمایا مرحبا کہ تونے دین لیا۔ اب تو خوب کامل ہو گیا جا۔ آج رات کو جو کچھ عالم مثال (خواب) میں دیکھے وہ کل صبح کو مجھسے بیان کر معین گیا اور اس رات کو جو بات دیکھی

کہ دریا پر ایک ویران اور بڑا قلعہ ہے۔ صبح کو وہ معاملہ حضرت کی خدمت میں عرض کیا
آپنے فرمایا کہ جاؤ وہاں اپنے رہنے کا ٹھکانا کرو اور خدا کی عبادت میں مصروف ہو۔ وہی جگہ
تیری ولایت اور خواب گاہ ہوگی۔ معین الدین نے پوچھا کہ وہ جگہ کہاں ہے فرمایا کہ اپنے
دونوں پاؤں میرے پاؤں پر رکھ اور اس مقام کو دیکھ لے جب اپنا پاؤں حضرت کے پاؤں
پر رکھا تمام عالم آفتاب سے لیکر تارے تک اور جنوب سے شمال تک جام جہاں نما کی مانند
اسکی آنکھوں کے آگے پھر گیا کہا یا پیر سارا عالم دکھائی دیتا ہے۔ لیکن ٹھیک اس
مقام کو نہیں جانتا ہوں۔ عاشق الٰہی نے اشارہ کیا اور کہا کہ تو جانتا ہے کہ شہر کا کیا نام ہے
اس نے کہا نہیں۔ فرمایا۔ اس شہر کا نام ایرج عرف سلطان پور ہے۔ اور آپنے بشارت
دی کہ جو کوئی اس شہر کے رہنے والوں میں سے تجھے انحراف اور سرتابی کرے گا اس کا سر کٹ
جائے گا۔ چنانچہ معین الدین اس جگہ آسودہ ہیں اور صاحب ولایت ہوئے ہیں۔ اور وہاں
کے رہنے والے ان سے عجز و نیاز کے ساتھ رجوع ہیں **مناقب** جب عاشق الٰہی کی
کرامات اور تصرفات کا شہرہ سارے عالم میں مشہور ہوا تو **شہباز قلندر** جو اپنے زمانہ
کا کامل ولی تھا ولایت **سوہان** سے حضرت کی زیارت کے واسطے شیر پر سوار ہو کر
اور سانپ ہاتھ میں لیکر کامل فقیروں کی جماعت کے ہمراہ کہ ایک گروہ میں سے ظاہر اور
ایک پوشیدہ تھا منزل بمنزل راستہ طے کرتے ہوئے موضع حضرت بوڑھ کھیڑہ میں کہ
کرنال کے متصل ہے پہنچے۔ آپ کو انکے آنے سے پہلے تمام کیفیت ظاہر ہو گئی تھی
چونکہ **شہباز** سوار تھا اور فقیر کے دونوں گروہ مذکورہ بالا ہمراہ تھے۔ جناب عاشق
الٰہی ایک کچی دیوار پر سوار بیٹھے تھے۔ اور فرشتے حضور میں مودب کھڑے ہوئے تھے
تعظیم و استقبال کیلئے آپ نے حکم فرمایا۔ دیوار بھی مثل عراقی گھوڑے کے چلنے لگی دونوں
مقبولان الٰہی نے ملاقات کی۔ آپ نے اس مہمان کی اپنے مقام میں لاکر ضیافت کی ایک
دریا کنوئیں کی طرف اشارہ کیا کہ جس قسم کا لذیذ کھانا اور شوربہ لطیف درکار ہو اس میں
سے لیں اور کھائیں اور لیجائیں۔ قلندران اہل تصرف نے جذبۂ باطن سے خوب سا خرچ
کیا اور اسکے اٹھانے میں بڑی سرگرمی کی مگر قلندر صاحب کی قدرت باطن کے سبب

کچھ نہ چلی شہباز قلندر پر معتقد ہوا اور بہت سی صفت وثنا کے بعد اپنے وطن کو رخصت ہو کر روانہ ہوا مناقب جو ملفوظ میں ہے وہ اس طرح پر ہے کہ آپ ابتدائے وجد میں حضرت شیخ شرف الدین صاحب ولایت امروہہ کی خدمت میں کہ اُنکی عمر کا آخر زمانہ تھا سیر کرتے ہوئے جا پہنچے جب کچھ عرصہ گذر گیا تو شیخ سے آپ نے فرمایا کہ ہمکو بھوک لگ رہی ہے اور گوشت کو جی چاہتا ہے اور یہ جگہ تمھاری ہے۔ گوشت تمہارا اور روٹی ہماری، شیخ صاحب ولایت نے اپنے یاروں میں سے ایک کو اشارہ کیا کہ اس پُشتہ کے پیچھے ہرنوں کی ڈار کھڑی ہے۔ ہرنوں میں سے ایک کو کہو کہ تجھکو صاحب ولایت بلاتا ہے۔ قبول کر کہ عجیب مہمان آیا ہے۔ خادم گیا اور صاحب ولایت کا حکم ہرنوں سے جا کر بیان کیا وہ تمام ڈار کی ڈار قبول کر کے روانہ اُدھر ہو گئی۔ خادم نے کہا سب کو نہیں بلایا ہے۔ بلکہ تم میں سے صرف ایک ہرن کو بلایا ہے۔ جب اس گروہ نے یہ بات سُنی کھڑا ہو گیا اور اسپنے میں سے صرف ایک ہرن کو بھیجدیا خادم اسکو صاحب ولایت کے پاس لایا اور ذبح کر ڈالا اور جسقدر گوشت درکار تھا لے لیا اور کباب کر کے اور دہی میں ملا کر قلندر صاحب کی خدمت میں لا کر پیش کیا اور کہا میرا گوشت حاضر ہے تمہاری روٹی کہاں ہے قلندر صاحب نے ہوا میں ہاتھ پھیلا کر چند گرم گرم مانڈے لے لئے اور شیخ شرف الدین صاحب ولایت کے آگے رکھدیئے اور دونوں قطب ہاتھ نکالکر اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہکر کھلانا کھلانے میں مشغول ہو گئے کھانا کھانے کے بعد شیخ صاحب نے اپنے ایک خادم سے فرمایا کہ ہرن کی بچی ہوئی کھال اور ہڈیاں لے آ۔ اُس نے حکم کے بموجب اکٹھا کر کے دونوں قطبوں کے روبرو رکھدیا۔ صاحب ولایت نے فرمایا کہ ایک لکڑی لیکر اس کو تراش اور اُس ہڈی کے بدلے رکھدے خادم نے اسی طرح کیا تب شیخ صاحب ولایت اُٹھا اور زمین سے ایک مٹی خاک کی لیکر اُس ہرن پر ڈالی۔ اور کہا خدا کے حکم سے کھڑا ہو جا وہ ہرن کھڑا ہو گیا۔ اور سر زمین پر رکھکر جنگل کا راستہ لیا۔ اور اپنے ساتھیوں میں جا ملا۔ کہتے ہیں کہ حضرت صاحب ولایت امروہہ کے وصال یعنے وفات کے بعد ایک روز سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی اس نواح میں شکار کیلئے آیا تھا۔ چنانچہ ایک ہرن

کا شکار چیتے سے کیا اور جب اُسکی کھال اُتاری ایک لکڑی اُسکے پہلو میں دیکھی سلطان کو اسے تعجب ہوا اور حکم دیا کہ اس پہاڑ میں تلاش کرو شاید کوئی ایسا آدمی ملجائے جس سے یہ حال کھلجائے، ایک درویش آدمی ملگیا جسکے سامنے یہ عجیب ماجرا گذرا تھا۔ اُس کو سلطان کے حضور میں لائے بادشاہ نے اس سے اسکا سبب پوچھا اس نے جو کچھ دیکھا تھا بیان کر دیا۔

مناقب شیخ ابوالفتح جونپوری کے مقالات میں کہ قاضی عبدالمقتدر تھانیسری اور خلیفہ بزرگ حضرت شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی قدس سرہٗ کے خلیفہ اور جانشین تھے۔ اس طرح گذارش کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ ایک گھوڑا سلطان علاؤالدین دہلوی کے لئے لائے چونکہ وہ نہایت شریر اور بد تھا ہر چند اس کو درست کیا مگر سیدھا نہوا بادشاہ نے بہت تنگ ہوکر کہا کہ اس گھوڑے کو قلندر صاحب کی خدمت میں لیجاؤ اور عرض کرو کہ یہ عراقی گھوڑا بڑا شریر اور حرامزادہ ہے خدمت عالی میں بھیجا ہے شاید یہاں ذات مبارک کے دیکھنے سے درست ہوجائے نوکر جاکر اسکی گردن میں طوق ڈال کر حضرت کے روبرو لائے اور عرض کیا کہ بادشاہ علاؤالدین نے یہ گھوڑا خدمت عالی میں بھیجا ہے قبول فرمایئے حضرت نے فرمایا کہ اچھا زنجیر اسکی نکال لو اور چارپائی کی تھوڑی سی رسی نکال کر اس سے اس کا پاؤں باندھ کر چارپائی کے پایہ سے باندھ دو پھر فرمایا کہ لے گھوڑے جو میں اپنے خدا سے سیدھا ہوں تو تو بھی سیدھا ہوجا ان لفظوں کے سنتے ہی گھوڑا مطیع اور فرمانبردار ہوگیا تین دن کے بعد گھوڑا بادشاہ کے پاس بھیجدیا۔ ملازم گھوڑے کو بادشاہ کے پاس لائے اور جو کچھ دیکھا اور سُنا تھا عرض کیا بادشاہ بہت خوش ہوا۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ سلطان تغلق نے یہ رباعی لکھکر آپکی خدمت میں بھیجی طلبگار نے جوابدیا رباعی کہ راست کند صورت مردے وزنے + کہ بشکند این جسم جانے وتنے + کس بنسبت کہ اُستاد قضارا یہ سد + کز بہرچہ سازی وچرامیکنی + آپ نے فوراً یہ رُباعی لکھکر تغلق کے پاس بھیجدی رُباعی سر طشت کہ درامر خداوم نزنی + این کوہستی کہ نہ مُردی نہ زنی + گل راچہ مجال است کہ گوید بگلال + کز بہرچہ سازی وچرامے شکنی + کہتے ہیں کہ ایک برس بعد جب تغلق آپ کی خدمت میں آیا تو دُور ہی سے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوگیا۔ حضرت نے

اسکی طرف دیکھکر فرمایا کہ سلطان کتنے دن یہاں رہے گا۔ اس نے عرض کیا کہ تین دن آپ نے فرمایا نہیں چار برس۔ یہ کہکر آپ مسکرائے تغلق نے عقل سے جانا کہ عمر چار برس سے زیادہ باقی نہیں رہی جب بادشاہ دارالاسلام دہلی میں آیا خزانچی کو بلایا تمام خزانے دفینے اور ہر قسم کے سرمایہ کا ملاحظہ کر کے داد و دہش شروع کی اور عام کو دینا اختیار کیا جب چار برس گذر گئے تو جان بحق تسلیم ہو گیا۔

نقل ہے کہ فیروز شاہ عین شباب جوانی میں حضرت کی پابوسی کے لئے حاضر ہوا جب پابوس ہو چکا تو حضرت کو اس کا آداب پسند آیا اسکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا تیرا کیا نام ہے اس نے عرض کیا کہ کمال الدین نام اور فیروز شاہ لقب آپنے فرمایا تیری عمر بھی کمال کیساتھ اور دولت بھی کمال کے ساتھ اور نعمت بھی کمال کے ساتھ ہو جیو۔ اسی جگہ یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ سلطان تغلق اور سلطان محمود اور سلطان فیروز لڑکپن میں آپ کی خدمت میں پہنچے۔ قلندر صاحب نے اپنے خادم کی طرف اشارہ کیا کہ جو کچھ موجود ہو وہ ان کے سامنے رکھ خادم کانسہ میں کھانا لگا کر لایا۔ جب ان تینوں نے اس کانسہ میں ہاتھ ڈالا اور کھانے میں مشغول ہوئے۔ حضرت نے فرمایا سبحان اللہ تین بادشاہ ایک کانسہ میں کھانا کھاتے ہیں۔ قدرت الٰہی سے تینوں نے سلطنت کی جیسا کہ کتب تواریخ میں ذکر ہے۔

نقل ہے کہ شیخ الشیوخ احمد یحییٰ سہروردی قدس سرہٗ کو جو خاندان فردوسیہ میں بزرگ گذرا ہے۔ لڑکے کی آرزو تھی۔ جب قلندر صاحب کے لڑکا دینے کی شہرت دنیا میں مشہور ہوئی شیخ اشارہ غیبی کے بموجب پانی پت میں آکر آپ کی خدمت میں مشرف ہوا۔ جب قلندر صاحب شیخ کی منشار سے واقف ہوئے تو اپنے پاس بلاکر فرمایا اے بھائی احمد تیری قسمت میں لڑکا نہیں ہے۔ لیکن خیر تو اپنی پیٹھ میری پیٹھ سے رگڑ میرے لڑکا ہے، وہ تجھکو دیدوں۔ اے احمد جلد اُٹھ تو تیرا مطلب حاصل ہو۔ شیخ نے آپ کے فرمانے کے بموجب اپنی پیٹھ آپکی پیٹھ سے رگڑی۔ اُسیوقت اس کو شہر بہار کی طرف رُخصت کر دیا۔ اور نصیحت کی کہ جب لڑکا پیدا ہووے تو اپنے اور ہمارے نام پر اس کا نام رکھیو۔ لیکن اے بھائی راستہ میں آگرہ کے قریب ایک عورت نہایت حسین

اور رعنا اس موتی کی خواہش میں بیٹھی ہے اسکے مکروفریب سے بچیو شیخ احمد آپ کی نصیحت
اور ارشاد قبول کرکے روانہ ہوگیا۔ جب اس جگہ پہنچا تو دیکھا کہ ایک بہت خوبصورت عورت
راستہ میں عمدہ کپڑے پہنے بیٹھی ہے۔ شیخ اس جگہ دفعۃً پہنچگیا پہنچتے ہی اس معشوقہ نے
آپ کا پلہ مضبوط پکڑ لیا اور نہایت تعظیم وتکریم اور مہمانداری سے پیش آئی شیخ نے اسکی
تعظیم ذرا قبول نکی لیکن اس عورت نے آپ کا دامن مضبوط پکڑ لیا اور ساتھ ہولی۔ شیخ
نے اس سے وعدہ کیا کہ شہر منیر میں پہنچکر تیرا وعدہ وفا کردونگا اور تجھسے نکاح کرلونگا۔ القصہ
شیخ جسوقت کہ شہر منیر میں پہنچا قلندر صاحب کے ارشاد کے بموجب اس امانت کو اپنی بی
بیوی کی سپرد کردیا۔ وہ نور مبارک شیخ کی پیشانی سے منتقل ہوگیا۔ اور اس مخدومہ کی پیشانی
میں چلا گیا۔ صبح کو شیخ نے اپنے گھر سے باہر آکر غسل کیا اور جناب الٰہی میں شکریہ کا دوگانہ ادا کیا اور اس
عورت کے پاس گئے اور کہا اے پیاری اب آ تجھسے نکاح کروں۔ اُس نے جواب دیا تجھکو میں قبول
نہیں کرتی۔ شیخ نے کہا کیوں اُس نے کہا وہ نور کہ تیری پیشانی میں مَیں نے چمکتا دیکھا تھا۔ اب اُس
موتی کی چمک مجھے نہیں دکھائی دیتی۔ اب مجھکو تجھسے کچھ سروکار نہیں ہے یہ کہکر چلی گئی
یہانتک شیخ احمد یحیٰی کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا اس کا نام جو کچھ قلندر صاحب نے فرمایا تھا
وہی رکھا جب شیخ عالم بقا کو راہی ہوا یعنے گذر گئے۔ اور شیخ کا فرزند عمر جوانی اور سن تمیز
کو پہنچا تو قطب العالم **شیخ شرف الدین لوامہ سنار کامی** کے پاس کہ جو اپنے زمانہ
کا قطب گذرا ہے۔ اور سہروردیہ خاندان میں مرید تھا شہر سنار کام میں گیا اور اس کی
صحبت کے فیض سے فضائل ظاہری اور بہرہ باطنی حاصل کیا۔ بعد ازاں کمال کے درجہ کو
پہنچکر اشارہ غیبی سے شیخ الشیوخ نجم الدین فردوسی کی خدمت میں کہ آپ کا سلسلہ تین
واسطہ کرکے مشائخ فردوسیہ کے بڑے بزرگ شیخ نجم الدین کبریٰ سے ملتا ہے پہنچا اور فیضیاب
ہوا اور تھوڑے عرصہ میں درجہ ارشاد کا حاصل کرکے بہار کے باشندوں کی رہنمائی کی
اجازت حاصل کرلی۔ بہت سے لوگ نزدیک اور دور سے آپ کی خدمت میں آکر
تربیت پاتے تھے۔ اور کمال کے درجہ کو پہنچتے تھے، قطب الاولیا شیخ شرف احمد یحیٰی
عالم ظاہری اور باطنی میں یگانہ آفاق ہوا ہے جمعرات کے دن ماہ شوال کی چھٹی تاریخ ۶۶۲ھ

کو آپ نے رحلت فرماکر شہر بہار میں استراحت فرمائی۔

نقل ہے کہ شہر دہلی میں سلطان غیاث الدین محمد ایک بادشاہ تھا اور اس کے کوئی لڑکا نہ تھا اور بیٹے کی آرزو میں تھا اگر بھول کر بھی اس کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی تھی تو اس کو مار ڈالتا تھا۔ اتفاقاً اس کے یہاں حرم سے بیٹی پیدا ہوئی اس حرم نے جلدی سے چھپا کر مٹکے میں بند کر کے جنگل میں رکھوا دیا اتنے میں کسی دھوبی نے جو کہ ارنے اُپلوں کے لئے جنگل میں پھر رہا تھا اسے اُٹھا لیا دیکھا کہ مٹکے میں ایک دُر شہوار ہے اپنے گھر میں لے آیا اور اپنی بیوی کو دیکر کہا کہ خدا تعالیٰ نے جو وحدہٗ لاشریک ہے ہماری آرزو پوری کی یعنے ہمیں یہ اولاد دی ہے دھوبن نے اس لڑکی کو سگی ماں کی طرح پالا یہانتک کہ گیارہ برس کی ہوگئی۔ اتفاقاً وہ بادشاہ شکار کو گیا تھا اسی جنگل میں اس نے ایک عورت نہایت حسین اور خوش جمال ایک دھوبی کے ساتھ اُپلے چنتے دیکھی بادشاہ دیکھتے ہی عاشق ہو گیا جب بادشاہ بہت بیقرار ہوا۔ دھوبی کو بلا کر فرمایا کہ یہ جوان عورت کسکی ہے دھوبی نے عرض کیا کہ یہ مجھ غلام کی بیٹی ہے بادشاہ نے فرمایا کہ تو اپنی بیٹی کا نکاح ہمارے ساتھ کردے دھوبی نے انکار کیا بادشاہ نہایت بیقرار ہوا۔ دھوبی نے مجبور ہو کر منظور کیا۔ بادشاہ نے اس سے نکاح کر لیا اور وہ بھید کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ وہی لڑکی ہے جو مٹکے میں بند کر کے جنگل میں رکھوائی گئی تھی۔ القصہ رات کے وقت جب بادشاہ نے اُس کے ساتھ ہمبستر ہونا چاہا تو قدرت الٰہی سے ہم صحبت ہونیسے پہلے خون جاری ہو گیا۔ ایسی ہی ہر دفعہ کہ جسوقت بادشاہ ہمبستری چاہتا تھا خون جاری ہو جاتا تھا۔ سلطان غیاث الدین محمد کو اس واقعہ سے بہت تفکر اور تردد پیدا ہوا۔ حکیموں اور نجومیوں کی طرف رجوع کی۔ ہر چند حکیموں نے علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہوا۔ نجومیوں نے بھی خوب زائچہ کھینچے مگر اس کی کچھ حقیقت نہ کھلی سب مجبور ہوئے اور عجز اور ناچاری کا اظہار کیا سلطان نے سب کو قید سخت کا حکم دیا اور آپ اُٹھکر دار الخلافہ کے قریب موضع وزیر آباد کے پاس کی مسجد میں حضرت شرف الدین بو علی قلندر عاشق الٰہی کی خدمت میں گیا یہاں حضرت درس الٰہی میں مشغول تھے اور یہ مشکل آپ سے عرض کی اور پوچھا کہ حضرت یہ کیا بلا ہے

آپ نے فرمایا کہ غیاث الدین اس کا جواب پرسوں دوں گا بادشاہ رخصت ہوگیا ایک رات کہ قلندر صاحب درگاہ الٰہی میں پہنچے۔ اُسی رات کو معاملہ میں آپ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ آپ کے دائیں طرف تخت کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ قلندر صاحب نے غیاث الدین محمد کی شکل جناب مقدس میں عرض کی پیغمبر خدا نے امیر المومنین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اور کہا کہ اے علیؓ شرف الدین کو دیکھ کہ اُس کی کامیابی کا یہی وقت ہے اور اسکی ہدایت کا یہی وقت لکھا تھا۔ رہنمائی کر اور اسرار غیبی سے اُسے مطلع کر امیر المومنین نے حضرتؐ کے فرمانے کے بموجب قلندر صاحب کو ہدایت کی اور پہلے اور پچھلے تمام بھیدوں پر آگاہ کر دیا۔ اور اپنے دہن مبارک کا لعاب عاشق الٰہی کی زبان پر مل دیا اور ابو علی کی کنیت سے ساتھ مشرف فرما کر رخصت کیا۔ بادشاہ غیاث الدین محمد جو بہت بیقرار تھا صبح ہی اُٹھکر آپ کی خدمت میں پہنچا اور اُس سوال کا جواب چاہا قلندر صاحب نے فرمایا کہ اے بادشاہ وہ دُلہن تیری بیٹی ہے اپنے گھر جا اور مقدمہ کی تحقیقات اپنی فلانی حرم سے کر بادشاہ یہ سنتے ہی اپنی حرم سرائے میں آیا اور یہ حال تحقیق کیا اور تحقیقات کے بعد درگاہ الٰہی میں گریہ وزاری کر کے توبہ و استغفار کی اور بہت نادم ہوا پھر لڑکے کے واسطے التجا کی حضرت نے بادشاہ کے حق میں دُعا کی اور چار لڑکے پیدا ہوئے اور فرمایا کہ اے سلطان ایک لڑکا مبارک اس فقیر کی خدمت میں پہنچا دیجو بادشاہ نے قبول کیا اور رُخصت ہوا حضرت قلندر صاحب اس جگہ سے اُٹھے اور دریائے جمنا کے کنارے کھڑے ہو کر ساری کتابیں اور تمام چیزیں اُس میں ڈالدیں اور فرمایا جبہ اور پگڑی اور علم قیل و قال سب کچھ میں نے دریا کے بھینٹ کیا۔

پنڈت لیکھا بانچ کر پوتھی پانی بور	سگرے انچھر میٹ کر میں سائین پور
پوتھی بھی تھوتی پنڈت بھیا نہ کوئی	ایک انچھر پریم کا پڑھے سو پنڈت ہوئے

کتاب اور فتوے ترک کر کے خدا کی طرف مشغول ہو گئے اور اسی وقت جذبۂ الٰہی اور بے انتہا محبت کی مستی کا جوش و خروش پیدا ہو گیا۔ اکثر بزرگ کہتے ہیں کہ حضرت

شاہ مبارک خاں بادشاہ کا وہی بیٹا ہے جس سے قلندر صاحب سے وعدہ کیا گیا تھا اور بعض آدمی کہتے ہیں کہ علاؤالدین بادشاہ دہلی کا بھانجا ہے۔ حضرت شاہ مبارک خان ابتدا میں نہایت حسین اور خوبصورت تھے، اور جبھی آپ کی صحبت میں داخل ہو گئے تھے، اور قلندر صاحب کو ان سے اسقدر التفات ظاہری اور باطنی تھا کہ معلوم نہیں کہ اتنا کسی اور کے ساتھ بھی آپ کو تھا یا نہیں اور آپس میں صحبت محرمانہ رہتی تھی اور اگر وہ صاحبزادہ کہیں جاتا تھا تو آپ بھی وہاں تشریف لیجاتے تھے دُنیا میں مشہور ہے کہ اکثر حضرت قلندر صاحب یہ اشعار اس محبوب کے حق میں فرمایا کرتے تھے۔ **ابیات**

گر حذر فرمودمے در عشق اے سلطان پسر   راہ قلاشی کجا و ما کجا اے مفتخر
عشق تو صد فتوئی اندر خون من کردہ جواب   یک سوالم از دیت تا ید بہ نزدت معتبر
صحبت عشقت قیاس و عقل را بیہودہ خواند   چوں تجلی نور شمس و چوں ید بیضا شرر

تمام یہ اشعار قصیدہ خطاب خاص کے حضرت شاہ مبارک خان کی طرف ہیں۔ حضرت کے دیوان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس قدر اس کے جمال باکمال پر شیفتہ اور فریفتہ تھے کہ کھانا پینا بغیر شاہزادہ کے اچھا ہی نہیں لگتا تھا۔ اور ہر وقت شاہزادہ کو اپنی نگاہ کے سامنے رکھتے تھے۔ اتفاق سے ایک روز حضرت شاہ مبارک خان سیر کے لیئے جنگل کی طرف گئے تھے، قصبہ پانی پت کی قوم تاچک فوجداری کا ایک سپاہی بھی حضرت شاہ مبارک خاں پر مرتا تھا اس نے آپ کو قید کر لیا۔ جب دن گذر گیا اور رات آئی قلندر عاشق آلہی کو اپنے محبوب کا اشتیاق غالب ہوا۔ اس کے دروازہ پر گئے اور منتظر کھڑے رہے اور یہ اشعار پڑھتے رہے۔ **ابیات**

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم   گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم
گر شب وصل دہد تو از غایت شوق   تا قیامت نشود صبح رمیدن ندہم
گر بیاید ملک الموت کہ جانم ببرد   تا نہ بینم رُخ تو روح رمیدن ندہم
گر بہائے سر موئے تو دو عالم بدہند   یعلم اللہ کہ سر موئے تو دیدن ندہم
گر بدام دل من آید آں عنقا باز   گرچہ صد حملہ کند باز پریدن ندہم

شرف اگر باد وزود بر سراں زلف دراز	باد را نیز وزاں زلف وزیدن ندہم

کہتے ہیں کہ وہ رات بہت بڑی ہو گئی تھی وہ نالائق سپاہی عاجز آیا اور اہل لوگ بھی سوتے سوتے گھبرا گئے معلوم ہوا کہ حضرت قلندر صاحب شاہ مبارک خاں کی طلب میں دروازے پر کھڑے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ ہرگز صبح نہو گی وہ غافل سپاہی مجبور ہوا اور صاحبزادہ کو آپ کی خدمت میں بھیجا اس کے پہونچتے ہی سورج نکل آیا آپ حضرت شاہ مبارک کا ہاتھ پکڑ کر اپنے مقام پر لائے۔ اُسوقت گویا حاضر تھا اس نے یہ اشعار آپکے روبرو گائے۔ **ابیات**

اگر بینم شبے ناگہ من آں سلطان خوبانرا	سرو برپائے وے آرم فدا سازم دل جانرا
بپرسم از رہ یاری کہ جاناں چونہ آخر	کجائی گت نمی بینم دو چشم مست غلطانرا

گانے اور گوئے کی آواز سے آپ کو ذوق وشوق پیدا ہو گیا اور عالم معرفت سے دریائے وحدت میں ڈوب گئے اور جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو آپ کی نظر اس مطرب بچہ پر پڑی اپنا گھوڑا اس کو دیدیا۔ وہاں سے اُٹھے اور صاحبزادہ کا ہاتھ پکڑ کر قصبہ کرنال کی طرف چلدیے۔ اور موضع حضرت بوڑھہ کھیڑے ہیں کہ جو کرنال کے پاس ہے پہنچے اور وہیں رہنے لگے۔

نقل ہے کہ ایک گوجری (دودھ بیچنے والی) بہت خوبصورت دہی کی مٹکی سر پر رکھے ہوئے یکایک آپ کے پاس سے گذری۔ نظر اس پر پڑی فرمایا کہ اے گوجری دہی بیچتی ہے۔ کہا ہاں بیچتی ہوں۔ لیکن اے باواجی تو میرے دہی کے خریدنے کی سامرتھ (طاقت رکھتا ہے) آپ نے فرمایا ہاں میں رکھتا ہوں۔ اس نے کہا ایک سونے کا ٹکا میرے دہی کی قیمت ہے۔ حضرت نے سونے کا ایک ٹکا اپنی ران تلے سے نکالکر اُس کو دیدیا اور فرمایا کہ جا یہ دَہی بھی ہمنے تجھکو ہی دیا کہتے ہیں کہ اکثر وہ گوجری دَہی آپکی خدمت میں لایا کرتی تھی۔ اور سونے کا ٹکا لیجایا کرتی تھی جب اسکے گھر میں بہت سا پیسہ ہو گیا۔ ایک دن اس کے گھر والے نے کہا کہ اے فلانی تو فقیر سے بیٹا کیوں نہیں مانگتی۔ گوجری نے کہا کل انسے کہونگی۔ دوسرے دن وہ عورت

اچھے اچھے کپڑے پہن اور خوب سا بن سنور کر اور اینڈوی سر پر رکھکر آپ کے پاس آئی اور بہت جھک کر سلام کیا حضرت کو اس کا آداب پسند آیا اور خوش ہوکر فرمایا رباعی

گوجری کو تو در حسن و لطافت چو مہی	دیں دیگ دہی بر سر تو چتر شہی
از لعل لبت شیر و شکر بیارد	ہر کہ بگوئی کہ دہی لو ہو دہی

اے گوجری تو خوب صورتی اور پاکیزگی میں چاند کی مانند ہے اور یہ دہی کی مٹکی جو تیرے سر پر ہے تاج شاہی ہے۔ جس وقت کہ تو یہ کہتی ہے کہ دہی لو ہو دہی تو تیرے لعل ہونٹوں سے شیر و شکر ٹپکتا ہے۔ اس وقت گوجری نے عرض کی حضرت میرے اولاد نہیں ہے مدت سے بیٹے کی آرزو رکھتی ہوں آپ توجہ فرمائے اور دعا کیجئے کہ میرے لڑکا ہو جائے آپنے فرمایا کہ اسیوقت اپنے محلہ میں پکار کر کہدے کہ جس کسی کے اولاد نہ ہووے کل میرے ہمراہ اس فقیر کے پاس چلے اس گوجری نے ایسا ہی کیا بہت سی عورتوں کو اکٹھا کر کے کہ جن کے اولاد نہ تھی آپ کے پاس لائی جب حضرت نے بہت سی عورتوں کو اس معشوقہ کے ہمراہ دیکھا تو اسوقت پان اور پان کا اُگال جو ہاتھ میں تھا تھوڑا تھوڑا اس میں سے سب کو بانٹ دیا۔ ساری عورتوں نے کھالیا مگر ایک عورت نے نہ کھایا اور اُس کو ایک پتھر کے پیچھے ڈالدیا حضرت کی زبان کی برکت سے سب عورتوں کو حمل رہا اور حمل کی مدت گذرنے کے بعد ہر ایک کے بیٹا پیدا ہوا لیکن وہ عورت جس نے نہ کھایا تھا محروم رہی سب خدا کا شکر بجا لائیں اور چالیس دن کے بعد ہر ایک اپنے بیٹے کو گود میں لیکر اور اینڈوی سر پر رکھکر گاتی بجاتی حضرت کے پاس آئیں۔ اس معشوقہ نے ہر ایک گوجری کی منت یا بول قبول اپنے ہاتھ سے حضرت کے حضور میں پیش کی عاشق الٰہی نے منت قبول فرمائی جب نظر حضرت کی اس کمبخت عورت پر پڑی دیکھا کہ نہایت اُوداس اور غمگین ہے۔ اسکو بُلا کر پوچھا کہ تو کیوں ایسی اُوداس کھڑی ہے وہ نربھاگن روئی اور معافی مانگی اور سارا قصہ اپنا حضرت کے روبرو بیان کیا آپنے فرمایا جا جس جگہ تو نے ہمارا اُگال پھینکا تھا وہ عورت

اس پتھر کی طرف دوڑی گئی کیا دیکھتی ہے کہ ایک لڑکا اس پتھر کے پہلو میں قدرت الٰہی سے پڑا کھیل رہا ہے۔ اس عورت میں ماں کی ممتا بھڑک اُٹھی اور خدا کی قدرت سے دودھ اسکی چھاتیوں سے ٹپکنے لگا اس عورت نے جلدی سے اس لڑکے کو اٹھاکر چھاتی سے لگا لیا اور چھاتی اسکے مُنہ میں دیدی لڑکا بھی چسپر چسپر دودھ پینے لگا اس لڑکے کو حضرت کے سامنے لائی اور آپنے فرمایا کہ جا تیرا لڑکا تجھکو مبارک ہو۔

نقل ہے کہ قلندر عاشق الٰہی کو اکثر اوقات استغراق کی حالت ہو جایا کرتی تھی اگر اس وقت میں چڑیا کی بھی آواز آپ کے کان میں پہنچتی تھی اور آپ اسکی طرف غضب کی نگاہ سے دیکھتے تھے تو وہ اسی وقت جل کر گر پڑا کرتی تھی انھیں دونوں میں قصبہ پانی پت کے باہر باگھوتی کے جنگل میں آپ بیٹھا کرتے تھے یکایک ایک نوجوان شادی کرنیکیلئے اس راستے سے گذرا اور جو ہیں کہ برات کے آدمیوں وغیرہ کا شوروغل آپ کے کان میں پہنچا سارے براتی جس طرح کہ سجے سجائے تھے بیاہ کے اسباب سمیت اکھٹے زمین پر سے غائب ہو گئے اور کوئی نشان باقی نہ رہا حضرت پھر اور طرف متوجہ ہو گئے دُلہن کے گھر والے اور پاس پڑوسی کہ جہاں براتی جاتے تھے۔ سب برات کی راہ دیکھ رہے تھے، جب تین دن اس بات کو گزر گئے تو دونوں طرف کے آدمی حال پوچھتے پھرتے تھے اور جابجا کھوج لگاتے تھے کسی سے کچھ معلوم نہ ہوتا تھا ایک درویش کے پاس کہ جو اس گروہ میں رہتا تھا آکر گڑگڑائے وہ فقیر خدا کا دوست تھا اس نے کہا کہ تجھکو خبر دیتا ہوں کہ فلاں راستے میں ایک مکان بھاگوتی ہے اس جنگل میں ایک درویش مست عارف حق ابو علی قلندر مست نام بیٹھا ہے اس کے پاس جاؤ شاید اُن حضرت کی توجہ سے تمہارا مقصد حاصل اور مشکل آسان ہو جائے۔ لیکن اے بھائیو صبح سے تیسرے پہر تک نہ جانا زوال کے بعد دن ڈھلے جاکر اور دور ہی کھڑے ہو کر ہاتھ باندھ کر اپنا احوال انکی حضور میں ظاہر کرو اگر خدا چاہے گا تو تمھاری مشکل آسان ہو جائے گی وہ سب آدمی اس فقیر کے کہنے کے بموجب پہر دن پچھلا باقی رہا تو حضرت کی حضور میں پہنچے اور دور ہی سے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوئے آپ اُسوقت پانی کے کنارے بیٹھے

تھے اور پانی سے کھیل رہے تھے جب ان آدمیوں کی طرف دیکھا تو فرمایا کہ تم کیوں کھڑے ہو اُنھوں نے برات کی ساری حقیقت آپ کے سامنے بیان کی حضرت نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے ایک سوایک[۱۰۱] ہاتھ ہے ساری برات کو وہ پکڑ کرلے گیا ہے اگر اللہ کی کچھ نذر اور اس بندہ کی کچھ نیاز مانو تو اپنی برات صاحب کن فیکون کے حکم سے جیسی کی تیسی پاؤ اُن لوگوں نے عرض کیا کہ جو کچھ حضرت مقرر کر دیں وہی ہمیں دل و جان سے قبول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تین من کی نیاز خداوند کریم کی نذر اور اس فقیر کی نیاز قبول کرو۔ تمھاری اڑی مشکل پروردگار کے فضل سے کھڑی نہیں رہے گی۔ ان لوگوں نے حضرت کا ارشاد قبول کیا۔ پس حضرت نے فرمایا اپنی آنکھیں بند کر لو حسب الحکم اُنھوں نے آنکھیں بند کر لیں بعد ایک لحہ کے فرمایا کہ اچھا کھولدو اور قدرتِ حق کو اب دیکھو کیا دیکھتے ہیں کہ ساری برات راستے میں کھڑی ہوئی شادی کے گیت گا رہی ہے۔ وہ لوگ براتیوں سے ملے بعد ازاں حضرت کے پاس آکر قدم لئے اور بیاہ کے واسطے یہیں سے روانہ ہوئے اور شادی سے فارغ ہو کر سب آپ کی خدمت میں پھر حاضر ہوئے اور وہ نیاز کے مانی تھی آپ کے فرمانے کے بموجب ایک مَن گوشت پختہ اور ایک من میدہ کی چپاتیاں اور ایک من دہی تیار کر کے آپ کی خدمت میں لائے۔ آپ نے قبول فرما کر ارشاد کیا کہ میرے وصال کے بعد (مرنے) اگر کسی کو کوئی سخت مشکل یا اڑی پیش آئے تو یہ خدا کی نذر اور اس فقیر کی نیاز تین من کی صدق دل اور مال حلال سے پکا کر ہمسے نسبت رکھنے والوں اور خادموں مجاوروں فقیروں عالموں اور غریبوں کو کھلاوے اور تقسیم کرے تو حق تعالیٰ اسکی مشکل کو آسان کر دے گا اور اس کی دینی اور دنیوی حاجت بر لائے گا۔ اکثر معتبر بزرگ کہتے ہیں۔ کہ اسی برات کے واقعہ کے سبب آپ کا نام شاہ شرف الدین قتال مشہور ہے اور بھاگوتی میں آپ کی نشست گاہ کا ایک چبوترہ بڑا دلکشا اور روح افزا ہے اور آدمیوں کے گروہ کے گروہ دُور سے وہاں آکر دونوں جہان کا فیض حاصل کرتے ہیں۔ اور آپ کی کرامات عجیبہ اور تصرفات غریبہ سے ایک یہ ہے کہ جس جگہ

آپ پھرے ہیں اور جہاں قدم مبارک آپنے دھرا ہے وہی جگہ سجدہ گاہ کرام قبلہ گاہ انام اور مطاف رجائے طواف، خاص وعام ہوگئی ہے اور ہندوستان وغیرہ کے اکثر شہر آپ کے قدم کی برکت سے روضۂ رضواں ہیں اور دنیا کے بہت سے شہر آپکی برکتوں کے فیض سے رشک باغ جناں بن گئے ہیں۔ شاعران جانباز کے سرونتہ شمس الدین محمد المشہور بخواجہ حافظ شیرازی نے گویا آپ کے ہی حسبِ حال آپ نے یہ بیت فرمائی ہے۔ **بیت**

بینے کہ نشاں کف پائے تو بود	سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

نقل ہے۔ کہ مخدوم شیخ جلال الدین پانی پتی شوق الٰہی کے جوش میں اس مقام پر آپ کا مزار شریف ہے۔ بیٹھے ہوئے تھے۔ یکایک ایک عورت کہ جسکے ہاتھ پاؤں رہ گئے تھے۔ آپ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ اے مخدوم میرے حق میں دُعا کر کہ ایسی زندگی سے نجات پاؤں۔ مخدوم کو اس کے حال پر رحم آیا آپ اُٹھے اور وضو کر کے نماز دوگانہ ادا کیا اور جناب الٰہی میں اس کی شفا کے لئے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور دعا کی اور خادم سے فرمایا کہ تھوڑا سا پانی لا۔ خادم نے پانی ہاتھ میں دیا مخدوم صاحب نے وہ پانی اس عورت پر چھڑک دیا خدا کے حکم اور آپ کی دعا کی برکت سے اسکو فوراً آرام ہوگیا ہاتھ پاؤں اس کے جیسے کے تیسے ہو گئے مخدوم صاحب نے فرمایا کہ اے پارسائے وقت اُٹھ کھڑی ہوجا خدائے تعالیٰ نے تجھکو اچھا کر دیا آپ کے کہتے ہی وہ عورت کھڑی ہوگئی پھر فرمایا وضو کر کے دوگانہ شکر الٰہی کا ادا کر۔ اس مخدومہ نے حضرت کے فرمانے کے بموجب وضو کر کے دوگانہ ادا کیا حضرت شیخ جلال الدین موصوف نے کہا اے فلانی جا اس مکان میں رہ وہ وہاں سے اُٹھکر اس مکان میں جو آپ نے بنایا تھا جا بیٹھی۔ اُسیوقت حضرت کے کان میں غیب سے آواز آئی کہ اے جلال الدین اس عورت کو تو اپنے نکاح میں لے آ۔ اسکو تیرے لئے میں نے بھیجا ہے۔ شیخ صاحب اس واقعہ سے حیرت میں ہوئے۔ دوسرے دن پھر ندائے غیبی شیخ صاحب کے کان میں پہنچی کہ اے جلال الدین اس کام

میں ڈھیل مت کر۔ شیخ نے جلدی سے حضرت قلندر صاحب کی خدمت میں آکر تمام سرگذشت بیان کی قلندر صاحب نے بہت تامل کے بعد فرمایا جلال الدین یہ کام تجھکو مبارک ہو وہ عورت اسلئے تیرے پاس بھیجی گئی ہے جا اُسے اپنے نکاح میں لا۔ شیخ نے قلندر صاحب کے فرمانیکے بموجب اسکو بلایا اور اس سے نکاح کر لیا حق تعالےٰ کی مہربانی ایسی ہوئی کہ پانچ لڑکے اُس بزرگ عورت سے ہوئے تین لڑکوں کا حق سے وصال ہوا یعنے بڑے ولی اللہ گذرے ہیں اور دو لڑکے شیخ صاحب کی دعا سے عین عالم جوانی میں اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ بیان کرتے ہیں کہ مخدوم شیخ جلال الدین مذکور ایک روز عین جوانی میں سیر کے لئے اپنی جگہ سے اُٹھکر قلندر صاحب کے آستانہ پر گذرے۔ قلندر صاحب کے مکان پر پہنچکر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ڈراؤنا شیر بیٹھا ہوا ہے شیخ اُس کو دیکھکر کھڑے رہ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ اے شیر یہاں سے جا تیرا گھر جنگل ہے۔ اور یہ مکان عاشقوں کا ہے۔ تجھکو جنگل میں رہنا چاہیئے۔ شیر وہاں سے اُٹھا اور جنگل کی طرف چلدیا شیخ شیر کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے جب بھاگوتی کے جنگل میں پہنچے تو دُور کھڑے رہ گئے اور جنگل کا تماشا دیکھا کئے تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتے ہیں کہ چار شیر اور دوسرے جنگل سے چلے آتے ہیں اور اُسی بھاگوتی کے مقام میں جلتے ہیں۔ شیخ نے جو یہ واقعہ دیکھا ذرا اپنے دل میں دہشت مانی اور حیران ہوئے اُسوقت قلندر صاحب بھاگوتی سے آکر جلال الدین کے پاس گئے شیخ کو بہت فکر ہوا اسلام علیکم کی قلندر صاحب نے سلام کا جواب دے کر ہاتھ پکڑا اور فرمایا بابا جلال الدین تو ہمارے رازداروں میں سے ہے آ ہم تجھے شیروں کا تماشہ دکھائیں عاشق آلہی کے ہمراہ شیخ بھاگوتی میں آیا کیا دیکھتا ہے کہ چار شیر آپس میں کھیل رہے ہیں حضرت مخدوم نے اُن کا تماشا دیکھا کہ وہ چاروں شیر مخدوم صاحب کے پاس آئے اور قدم چومے اور بلی کی طرح آپ سے لگے کھیلنے شیخ نے جب یہ عجیب معاملہ دیکھا کہا کہ یا قلندر صاحب وہ پانچواں شیر کہاں ہے۔ آپ نے فرمایا بابا جلال الدین وہ میں ہوں۔ تمھاری خاطر سے وہاں سے اُٹھکر جنگل میں آگیا ہوں۔ شیخ نے آپ کے قدم لئے حضرت نے شیخ کی پیشانی

پر بوسہ لیا۔ اور شیخ پر بہت مہربانی فرمائی اور شیخ نے اس وقت حضرت سے ارادت
چاہی یعنے مرید ہونا چاہا آپ نے فرمایا تیرا حصہ ظاہری پر موقوف ہے اس کے
آنے پر حق تعالی تجھکو اولیار کاملین میں سے کریگا اگر تیرے حق میں ہم نے دعا کی ہے
تمہارا کام ابھی چندروز اور توقف میں ہے۔ شیخ قلندر صاحب کی یہ باتیں سُنکر
رخصت ہو گئے۔ چند دن کے بعد شیخ بہت عمدہ کپڑے پہنکر اور گھوڑے پر سوار
ہو کر حضرت کے آگے سے گذرتے تھے۔ یکایک آپ کی نظر کیمیا اثر انپر پڑی۔
کہا اے جلال الدین اپنا گھوڑا دوڑا۔ شیخ نے گھوڑا دوڑایا۔ آپ نے فرمایا کہ
عجب گھوڑا اور عجب سوار ہے۔ اس بات نے شیخ کے دل پر ایسا اثر کیا کہ جو کچھ
خیال دُنیا کا تھا وہ سب جاتا رہا اور گھوڑا ابھی کسی کو دیکر جنگل کا راستہ لیا۔ کہتے
ہیں کہ بارہ برس پیدل اور تن تنہا دنیا کے اکثر حصوں کی سیر کی اور اس دُنیا کے
سفر میں عجیب کرامتیں اور نئے نئے تصرفات آپ سے ظہور میں آئے۔ آخر کار
قلندر صاحب کے اشارہ سے شہر پانی پت میں پہنچے جہاں حُجرے میں علاؤالدین
صابر علی صاحب ولایت قصبہ پیران کلیر کے جانشین اور خلیفہ خواجہ شمس الدین ترک
پانی پتی بیٹھے ہوئے تھے۔ شیخ جلال الدین آپ کے مرید اور خلیفہ ہوئے۔
اور ملازمت میں ہی رہا کرتے تھے۔ اور لحظہ بلحظہ اس کا کمال بڑھتا جاتا تھا۔
تھوڑے عرصہ میں ولایت کے درجہ اور اعلے مرتبہ عرفان پر پہنچ گئے ماہ ربیع الاول
کی تیرہ تاریخ روز جمعہ سنہ ۷۶۵ھ ہجری کو اس جہان سے دوسرے جہان کو روانہ ہو گئے اور
قصبہ پانی پت میں آرام فرماتے ہیں۔ آپ کی عمر ایک سو ستر برس کی تھی اور یہی تاریخ
اور سنہ ۷۶۵ھ دوسرے شاہ ولایت وصال کے منقول ہیں۔ پہلے بزرگوں میں سے حضرت
شیخ فریدالدین شکر گنج قدس سرہٗ کے چنے ہوئے اولیار اہل جذب حضرت
مخدوم علاؤالدین صابر علی صاحب قدس سرہٗ خلیفہ اعظم ہیں۔ جب مخدوم صاحب کو
پیران کلیر کی ولایت سپرد ہوئی تو وہاں کا چھوٹا بڑا کوئی آپ کی خدمت میں حاضر
نہوا چند دن اسیطرح پر گذرے یہانتک کہ ایک دن جمعہ کے روز مخدوم صابر علی

جمعہ کی نماز کے لئے جامع مسجد میں تشریف لئے جاتے تھے وہاں کا ہر آدمی جو نماز کے لئے آتا تھا۔ حضرت کو بڑی رکھائی سے یہ کہتا تھا ادب اے فقیر۔ جا پیچھے بیٹھ حضرت صابر علی نہایت صبر فرما رہے تھے۔ جو کوئی آتا تھا حضرت کو اور پیچھے بٹھاتا تھا یہاں تک کہ پاؤں میں سب کے پیچھے بیٹھے پس اسوقت جذبۂ الٰہی پیدا ہو گیا اور قہر کا سمندر جوش میں آیا فرمایا کہ اے خدا کی مسجد کیا دیکھ رہی ہے۔ ان لوگوں کو جو غضب الٰہی میں آ گئے ہیں گرفتار کرے مسجد۔ فوراً آپ کے حکم کے بموجب ان غضب میں آئے ہوؤں کے سر پر بیٹھ گئی اور وہ بے ادب اس کے نیچے دب کر دار الجزا کو پہنچے جو کچھ لوگ شہر میں باقی بچے تھے وہ سب مرید اور معتقد ہوئے۔ اور مخدوم سے بہت ڈرتے رہے۔ چنانچہ اس حال کا چرچا سارے جہان میں پھیل گیا۔ جب چند برس بعد حضرت صابر علی اپنے مقام سے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلی قدس سرہ العزیز کے عرس میں زیارت کے لئے اٹھکر دہلی کی طرف روانہ ہوئے تو ہر مقام اور ہر منزل کے لوگ آپ کا استقبال کرتے تھے اور وہاں سے قصبہ پانی پت میں قیام فرمایا اکثر وہاں کے باشندوں نے استقبال کیا جو خبر آپ کے گوش مبارک میں پہنچی کہ حضرت قلندر صاحب سے ملاقات کے لئے تشریف نہیں لائے ہیں۔ حضرت صابر علیؒ نے کچھ جواب نہیں دیا۔ صبح کے وقت خواجہ شمس الدین ترک کو بلا کر فرمایا کہ اے شمس الدین تم قصبہ پانی پت میں رہو کہ یہ مقام ولایت اور خواب گاہ تمہاری پیران چشت کی طرف سے ہم نے مقرر کر دی ہے اس جگہ تم رہو حضرت خواجہ شمس الدین نے قبول کیا جب یہ خبر حضرت قلندر تک پہنچی آپ نے فرمایا الحمد للہ رب العالمین کہ برادر شمس الدین اس جگہ مستقیم ہوا چلو بہت اچھا ہوا اس وقت حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی کو بلایا۔ جو شیخ مذکور حضرت کے پاس آئے آپ نے فرمایا کہ اے جلال الدین بھائی شمس الدین کی خدمت میں جاؤ اور میری طرف سے دعا کہکر کہو کہ ہم بھی تمہاری منتظر تھے۔ کیونکہ جلال الدین کا نصیبہ تمہاری ذات متعلق ہے والمنتہ للہ کہ میرا وطن بغیر چوکیدار کے تھا اور صابر علی نے تم کو اس جگہ کا نگہبان مقرر کیا ہے جو یہ خبر خواجہ

شمس الدین ترک تک پہنچی ایک پیالہ پانی کا بھر کر شیخ موصوف کے ہاتھ میں دیا کہ
عاشق الٰہی کے پاس لیجا حضرت شیخ موصوف نے وہ پیالہ آپ حضرت قلندر کے
پاس لاکر رکھدیا۔ حضرت کے آگے اس وقت گلاب کے پھول رکھے ہوئے تھے
دست مبارک سے ایک پھول اٹھاکر اس پیالہ میں ڈالکر پھر واپس خواجہ کے پاس بھیجدیا
اور کہا کہ اے جلال الدین بھائی شمس الدین سے کہو کہ ہماری قلندری کا نقارہ تمام
دنیا اور آسمان میں بج گیا ہے۔ ہم اس جگہ رہتے ہیں تم بھی اس جگہ رہو اس آبادی میں
چوکیدار کا ہونا بھی ضرور ہے یہ معاملات دونوں اقطاب کے درمیان گذرے۔ اسلئے
بندہ فقیر حقیر خاکسار خاک نشین نے اس گل کی تفصیل اس طرح پر لکھی ہے کہ گلاب
کا پھول سب پھولوں سے بہتر ہے جس جگہ اس پھول کو رکھدیتے ہیں اُس کی بُو
سے تمام مکان معطر ہوجاتا ہے۔ اور ایسا ہی بوعلی قلندر کی نشستگاہ جس مقام پر کہ
وہ بیٹھے ہیں مردان خدا کی گذرگاہ اور خلائق کی سجدہ گاہ ہے۔ اے عزیز حق سبحانہٗ
تعالیٰ نے اول حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور جس انکی پیدائش میں رکھا اور
وہ جس نور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اس سبب سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو تمام پیغمبروں پر خدا تعالیٰ نے شرف اور بزرگی دی اس نظر سے گلاب کے
پھول کو اور تمام پھولوں پر بزرگی اور امتیاز ہے اسواسطے کہ ان کے بدن مبارک سے
پسینہ ٹپکتا تھا اور اس سے پھول پیدا ہوگیا اسکو گلاب کیا اسی طرح عاشق الٰہی کو بزرگی
دی ہے۔ جس جگہ کہ وہ سیر گاہ میں بیٹھا ہوا ابتک اس جگہ بہت سے عالموں کا ظہور ہے
اے یار سمجھ کہ اولیاء اللہ امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام ایک ہیں۔ لیکن
حق سبحانہ تعالیٰ نے ہر ایک کے درمیان مرتبہ جداگانہ رکھا ہے جیساکہ فرمایا
خدا تعالےٰ نے نفضلنا بعضکم علی بعض (ترجمہ بزرگی دی ہمنے بعض تمہارے کو اوپر
بعض کے) اس مقام کو دل کی آنکھ سے دیکھ کہ کیا باریکی ہے۔
نقل ہے کہ ایک وقت عاشق الٰہی قلندر صاحب شمالی پہاڑ کی طرف بطور سیر
تشریف لے گئے وہاں ایک جوگی رہتا تھا، اس کے پاس تشریف فرماکر

ملاقات کی جوگی بولا کہ اے درویش تو اس پہاڑ میں کس واسطے آیا کیونکہ یہاں جانور درندے بہت ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اے جوگی مجھے تعجب ہے کہ تو کیونکر زندہ ہے۔ جوگی بولا کہ اے فقیر اس کا عجب قصہ ہے جبوقت درندے میرے مکان پر آتے ہیں اسوقت میں اپنے تئیں افلاک کی طرف اڑاتا ہوں اسی اثنار گفتگو میں ایک شیر ہیبت ناک اس مکان پر آیا۔ اور حضرت قلندر صاحب کے پاس باادب بیٹھ گیا۔ جوگی نے عرض کیا کہ اے درویش میں نے جھوٹ بولا تھا اس لئے کہ تو میرے مکان سے ڈر کر چلا جا مجھے خبر نہ تھی کہ تیری بغل میں خود درندہ شیر ہے یہ کہکر جوگی اپنے مکان سے اُڑا اور افلاک کی سیر کرنے لگا جس جگہ جوگی جاتا تھا اُسی جگہ حضرت عاشق الٰہی اور اس شیر کو موجود دیکھتا تھا۔ سمجھ لیا کہ یہ شخص قطب وقت ہے پھر وہاں سے اپنے مکان پر آیا دیکھا کہ حضرت قلندر صاحب ایک پتھر کے اوپر بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے جوگی تو نے بہت سے آسمانوں کی سیر کی اور ہمکو ایک درندہ کے حوالہ کیا اچھی مہمان داری کی جوگی بہت شرمندہ ہوا اور حضرت کے روبرو اپنے جوگ کا کمال دکھانا شروع کیا اور اس کے تمام بدن کے جوڑوں سے ہر ایک کی آواز آنے لگی۔ یہ ذکر اہل جوگ کا ہے اور آنحضرت عاشق الٰہی نے وہ شغل شروع کیا کہ آپ کے ہر بُنِ مو سے آواز کلمہ لا آلہ اللہ محمد رسول اللہ آنے لگی اور کلمہ مبارک کی آواز نکلتے ہی پسینہ آپ کے بدن مبارک سے ٹپکا اور جو قطرہ کہ زمین پر گرتا تھا اللہ ہو کا نقش پیدا ہوتا تھا اسوقت جوگی آنحضرت پر یقین لایا اور حضرت نے فرمایا کہ اے جوگی تیرے مسلمان ہونیکا وقت آپہنچا ہے۔ اب مسلمان ہو جا چنانچہ حضرت کے فرماتے ہی جوگی نے اسلام قبول کیا اور اپنی زبان سے کلمہ لا آلہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا شروع کیا دونوں جہان میں مقبول ہوا مزار اس جوگی کا اور مقام حضرت قلندر صاحب کا اس پہاڑ میں ابتک موجود ہے اور ہر خاص وعام کی زیارت گاہ ہے۔

نقل ہے کہ حضرت عاشق الٰہی ایک روز کوہِ سر بہور کی طرف جو متصل کابل کے ہے تشریف لیگئے اتفاقاً اس پہاڑ میں ایک گوالیہ جو بکری چراتا تھا آپکی نظر پڑا۔ آپ نے

منوا خادم سے جو اسوقت ہمرکاب آنحضرت کے تھا فرمایا کہ اس گوالئے کو بلا لا خادم
مذکور اسے بلا لایا۔ گوالیہ ایک پاؤں سے لنگڑا آتا تھا۔ حضرت عاشق الٰہی نے فرمایا کہ اگر
تیرا پاؤں خدا کے حکم سے سیدھا ہو جاوے تو ایک بکری اچھی تیار ہماری نظر کر دیگا۔
گوالیہ نے آپکو سلام کیا اور ایک بکری دینا قبول کیا اسیوقت گوالیہ کا پاؤں اچھا ہو گیا
اور بکری لا کر آپکی نظر کی آپنے فرمایا اسکو ذبح کیا جائے، اسکی کھال اُتار کر گوشت جُدا
کر لو اور اسکی ہڈیاں کھال میں رکھکر چرواہے کے حوالے کر دو اور گوشت پکا لو جب خادم
نے ایسا کیا تو آپنے خادم اور گوالیہ کو اسکے کھانے کی اجازت دی اور آپ نہ کھایا گوالیہ
رخصت ہو کر جاتا تھا اور یہ غم تھا کہ شہر کا راجہ اس بکری کو بہت عزیز رکھتا تھا آج اِسے کیا جواب دونگا خادم نے
عرض کی کہ یا حضرت گوالیہ بہت فکرمند ہے آپنے اُسے بلا کر مٹی اپنے قدم مُبارک کی دی اور فرمایا کہ اِسے
بکری کی کھال میں پھُونک مار دے اس نے اسیطرح کیا اسی دم وہ بکری زندہ ہو گئی چرواہا اسی دم اس بکری
کو بخاطر تمام راجہ کے روبرو لے گیا راجہ نے اس کے پاؤں کو صحیح سالم دیکھکر تعجب کیا اور اسکی حقیقت
اس سے پوچھی گوالیہ بولا ایک حضرت کی دُعا سے مجھے شفا حاصل ہوئی راجہ یہ حال سُنکر
مشتاق قدمبوسی آنحضرت کا ہوا اور ننگے پاؤں اپنے تمام رشتہ داران کے ساتھ شاہانہ
لباس پہنے ہوئے آنحضرت عاشق الٰہی کی خدمت میں پہنچا اور قدمبوسی سے سربلندی
حاصل کی منوا خادم کے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ جن کے اس قدر لباس و پوشش باز یب و
زینت زر و جواہر سے لدے ہوئے ہیں جو اس لباس کے اندر ہیں وہ کیسے خوبصورت
اور زیبا ہونگے۔ حضرت قلندر صاحب نے اپنی روشنضمیری سے یہ خطرۂ دل خادم کا
معلوم کر کے اس سے پوچھا کہ ایسا خیال تیرے دل میں گذرا ہے خادم نے
شرمندہ ہو کر اقبال کیا پھر آنحضرت نے ایک مٹھی خادم کو دیکر کہا کہ راجہ کو دیدے
کہ وہ اپنی سب ستوراتوں کے مُنہ پر ملدے راجہ نے ایسا ہی کیا لیکن ایک
عورت نے عذر کیا اور اس خاک کو نہ ملا اور کہا کہ حضرت خواجہ اپنے ہاتھ مبارک
سے اس مٹی کو میرے سر پر ملیں تو مجھے قبول ہے۔ منوا خادم نے آپکی خدمت
میں عرض کی کہ ایک عورت ایسا کہتی ہے آپنے اس عورت کو بلوایا اور فرمایا کہ

اس کے صلب سے ایک لڑکی کانی پیدا ہوگی۔ چنانچہ منجملہ کل مستورات کے اس کے کانی لڑکی پیدا ہوئی اور باقی سب کے لڑکے پیدا ہوئے۔ غیبی مدد اور آنحضرت کی دعا آخر العمر بعد چند روز کے راجہ مسلمان ہو گیا۔

نقل ہے کہ حضرت عاشق الٰہی کی خدا سے لولیں یعنے محو ہونے کی حالت میں کسی کو تاب نہ تھی جو آنحضرت کے پاس جا سکے۔ اس حالت میں عاشق الٰہی مدتوں کھانا نہیں کھاتے تھے ایک خادم حضرت کے مزاج سے واقف تھا سامنے جا کر عرض کرنے لگا کہ بہت دن ہوئے کہ حضرت کچھ نہیں کھاتے ہیں اور مجھے بسبب خوف کے پوچھنے کی طاقت نہیں ہے۔ کچھ ارشاد فرمائے کہ بجا لاؤں عاشق الٰہی نے فرمایا کہ کبھی کبھی بھنا ہوا گوشت دہی ملا ہوا بنا اور دُور سے کھڑا ہو کر پوچھ لیا کر اگر میں نے طلب کیا تو دیدیا اور اگر میں نے کچھ اور جواب دیدیا تو واپس چلا گیا خادم نے ایسا ہی کیا دس بارہ روز کے بعد گوشت دہی ملا ہوا لاتا تھا اور دُور سے کھڑا ہو کر عرض کرتا تھا کہ حضرت کھانا دل پسند حاضر ہے۔ حضرت عاشق الٰہی کبھی تو کچھ جواب نہ دیتے تھے اور کبھی فرماتے تھے خدا تعالیٰ کچھ نہیں کھاتا خادم واپس چلا جاتا تھا کبھی فرماتے تھے ہم بندہ ہیں لا کچھ کھائیں۔ اُسوقت خادم کھانا رُوبرو لیجاتا تھا حضرت اس میں سے کچھ گوشت کھاتے تھے اور بقیہ کے واسطے فرماتے تھے کہ کنوئیں میں ڈالدے الغرض حضرت کے فرمانیکے بموجب ایک مدت تک یہ ہی صورت رہی ایک روز خادم کو کچھ کام درپیش ہوا حضرت عاشق الٰہی کے کھلانے کے واسطے اپنے لڑکے سے کہکر چلا گیا۔ خادم کا لڑکا روز کھانا لیجاتا تھا۔ عاشق الٰہی نے بہت دفعہ کھانا تناول نفرمایا ایک روز فرمایا لا کھائیں لڑکے نے کھانا حاضر کیا آپ نے کچھ اس میں سے کھا کر باقی کے واسطے فرمایا کہ اسکو فلانے کنوئیں میں ڈالدے لڑکے نے وہاں سے آکر اپنے دل میں خیال کیا کہ ایسی عمدہ نعمت کو جو ایک کامل ولی کی بچی ہوئی غذا ہے کنوئیں میں ڈالنے سے کیا ہوگا اس کو آپ کھانا چاہیے۔ کنوئیں میں ڈالنا نہیں چاہیے۔ کھاتے ہی اس کا حال دیگر ہو گیا اور گھر پہنچتے ہی مرنے کے قریب ہو گیا اور مرتے وقت کہا کہ یہ حضرت کی نافرمانی کی سزا ہے کہ انکے حسب الارشاد

میں نے طعام کو کنوئیں میں نہ ڈالا مین نے خود کھانے میں دلیری کی۔ اس لڑکے کی تجہیز
تکفین کی تجویز ہو رہی تھی اتفاقاً اس کا باپ یعنے خادم مذکور سفر سے آگیا اور اس نے
یہ حقیقت دیکھی اور کہنے لگا کچھ غم نکرو اب وقت نہیں رہا ہے اس نعش کو یونہیں رہنے
دو۔ کل جو کچھ ہونا ہوگا سو ہو رہیگا خادم دوسرے روز کھانا تیار کرکے اور مردہ لڑکے کو
اپنے ہمراہ لیکر مقررہ فاصلہ پر حضرت عاشق الٰہی کے روبرو کھڑا ہوا اور مرے ہوئے لڑکے کی
پشت اپنے سینہ سے باندھی۔ طعام گوشت کو لڑکے مردہ کے دونوں ہاتھوں پر رکھکر اور اس
لڑکے کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں سے مضبوط پکڑ کر پیچھے سے آواز دی کہ کھانا حاضر ہے
حکم ہوا لا کھائیں۔ لفظ لا کے کہتے ہی وہ جوان یعنے مرا ہوا لڑکا خدا کی قدرت سے زندہ
ہوگیا۔ اور کھانا لئے ہوئے حضرت کے سامنے دوڑا گیا اور آپ کے دیدار مقدس سے
بزرگی حاصل کی باپ اور لڑکا دونوں خوشی خوشی اپنے گھر آئے اور اپنے اور بیگانے سب مبارکباد
دینے لگے بڑا تعجب ہوا **بیت** اولیا را ہست قدرت از اله + تیر جستہ باز گردانند ز راہ +
ترجمہ خدا کی قدرت سے اولیا کو طاقت ہے کہ چھٹے ہوئے تیر کو رستے سے پھیر دے۔
کہتے ہیں کہ جب لوگوں میں مشہور ہوگیا کہ حضرت عاشق الٰہی مُردہ سے زندہ کر دیتے
ہیں تو آنجناب وہاں سے اُٹھکر موضع بوڈھ کھیڑے میں تشریف فرما ہوئے اور اس موضع
کو نور سبحانی کا منبع اور فیض یزدانی کا مظہر بنایا کہ ابتک ہر طالب اپنی حاجتوں اور ہر
عاشق اپنے مقصود و محبوب کو حاصل کرتا ہے اور قیامت تک حاصل کرتے رہینگے۔
نقل ہے کہ عاشق الٰہی قلندر صاحب گرمیوں کے دونوں میں شہر دہلی کے مینار کے
متصل درس فرماتے تھے اس شہر میں مکھیوں کا ہجوم بہت ہوگیا تھا چنانچہ اس جگہ کے
آدمی مکھیوں سے تنگ اور عاجز ہوکر فریاد کرتے ہوئے آنجناب کی خدمت میں
پہنچے اور رو رو کر سب حال بیان کیا۔ چونکہ خلق اللہ پر شفقت کرنا ذات بابرکات
آنحضرت کا شیوہ تھا مکھیوں کے واسطے اعلان لکھکر آدمیوں کو دیا اور فرمایا کہ اس کو
شہر پناہ کے دروازہ پر لگا دو اور فرمان یہ کہ اے مکھیو دہلی کو چھوڑ دو ورنہ سر کو اپنے
تن سے جدا سمجھو۔ آدمیوں نے بموجب حکم آنجناب کے ایسا ہی کیا حضرت کا فرمان

لگاتے ہی مکھیاں ٹڈیوں کی طرح شہر سے اُڑ گئیں مشہور ہے کہ شہر دہلی میں نام کو بھی مکھی نہ رہی بعد چند روز کے شہر والے پھر حضرت کے پاس فریادی آئے کہ حضرت مکھیاں بالکل شہر سے چلی گئیں۔ لیکن بلا اور وبا کی زیادتی سے اب آدمی بہت مرتے ہیں۔ عاشق الٰہی نے فرمایا۔ فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ یعنے مکھیاں خلقت میں انسان کے بدن کا زہر دفع کرنے کے واسطے ہیں۔ جب زہر کھانیوالی چلی گئیں۔ زہر تمکو کھانے لگا جب آدمیوں نے بہت ہی منت سماجت کی تو آپ نے فرمایا کہ فرمان کو دروازہ پر سے اُتار لو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا اُسی روز جس طرح سے مکھیاں شہر سے چلی گئی تھیں پھر شہر میں آ گئیں۔

نقل ہے کہ تاریخ والوں نے ایسا لکھا ہے کہ ایک روز سلطان علاؤ الدین دہلوی قدس سرہٗ جو عقیق کے کان کے موتی اور لجۂ تصدیق کے گوہر تھے۔ حضرت عاشق الٰہی کی قدمبوسی اور ملاقات کے ارادہ سے سیر اور شکار کے بہانہ دہلی سے کوچ کر کے قصبہ پانی پت میں آئے اور قلندر صاحب سے ملاقات کی حضرت نے فرمایا علاؤ الدین خوب وقت پر آیا ہمارے واسطے ایک چھتری اور گنبد بنوا دے اور قرآن شریف کے حافظ معمار کو بلا بادشاہ نے قبول کیا اور آداب بجالا کر عرض کی کہ حضرت مجھکو بہت دنوں سے آرزو تھی کہ کچھ حکم ہووے اب کچھ دل پسند کھانے کیواسطے حکم فرمائیں۔ آپنے فرمایا اچھا ایک تین من کھانا اس طرح سے پکوا کر لا بادشاہ نے حکم دیا کہ جلدی تیار ہووے جب سہ منی طعام تیار ہوا تو حضرت کے روبرو پیش کیا آپنے اس میں سے تھوڑا سا نوش کیا اور ایک گوشت کی بوٹی جو سکہ اپنے اپنے ہمنشیں شاہ مبارک خاں کو دی کہ فلانے کنوئیں میں ڈالدے آپ نہ کھائیو یہ کہکر باقی کھانا تقسیم کر دیا اسیوقت لوگ حضرت کے سامنے آ کر عرض کرنے لگے کہ حضرت مبارک خان کا حال دیگر ہے اور پیٹ کے درد سے بہت بے قرار ہے۔ آپ کی زبان مبارک سے نکلا کہ تیر بہدف رسید۔ وہ ایک گھڑی کے بعد خبر لگی کہ یا حضرت شاہ مبارک خاں نے وفات پائی آپ نے فرمایا "انا للہ وانا الیہ راجعون" میں کیا کروں خدا کا ارادہ سچا ہے۔ خیر اُسے

سلطان علاؤالدین مبارک خان کو وہاں سے اٹھالاؤ بادشاہ نے خود جاکر نعش مبارک
مبارک خان کو لاکر اسکی تجہیز و تکفین کی اسوقت عاشق الٰہی اٹھے اور نعش مذکور کے پاس آئے
اور فرمایا اے بابا مبارک خاں ہمارے بڑھاپے کی لکڑی ٹوٹ گئی اے دوست اس
نقیر کے دن بھی قریب آگئے ہیں کہ ہم بھی آتے ہیں۔ یعنے اے مبارک خان ہم بھی
بہت جلد تمہارے پیچھے اس جہان سے رحلت کرینگے" پھر آنحضرت عاشق الٰہی نے
سلطان علاؤالدین سے کہا کہ مبارک خان کے بائیں طرف ہمارے واسطے چھتری
نما گنبد بناؤ جو ہمارے مرنے کے بعد اپنے مقصود یا فاتحہ کے واسطے ہماری تربت پر آئے
تو اول برادر مبارک خان کے مزار پر انوار پر فاتحہ دے اور اپنا مطلب اس برادر سے
طلب کرے پھر ہماری تربت پر فاتحہ درود بھیجے یہ فرما کر رونے لگے۔ شاہ مبارک خاں
نے نویں ماہ جمادی الثانی ۷۱۵ھ کو وفات پائی اور حضرت عاشق الٰہی کے روضہ
معطرہ کے سرہانے کی طرف خوابگاہ اختیار کی ان کے ایک روضۂ کا دالان زیارت
کرنے والوں کا مرجع اور دنیا کے چھوٹے بڑے خدا کے رستے پر چلنے والوں کا
مقصد ہے بزرگان دین کے گروہ گروہ زیارت اور طوائف کرتے ہیں اور اس سرمایۂ
کبریٰ" یعنے زیارت کو دین اور دنیا کی پونجی جانتے ہیں از حد مشائخ اور اولیاؤں نے اس
قطب فلک ولایت مرکز دائرۂ ہدایت یعنے محبوب مبارک خاں کی روح سے فیض حاصل
کیا ہے اور حاصل کرتے ہیں۔ تین روز کے بعد سلطان علاؤالدین عاشق الٰہی سے رخصت
ہو کر اپنے لڑکے کو شاہ مبارک خاں کے گنبد کے بنوانے کے واسطے چھوڑ کر دہلی کی
طرف روانہ ہوئے حضرت عاشق الٰہی بوعلی قلندر صاحب کی عمر شریف ایکسو بائیس
برس کی ہوئی ہے اور اس عمر میں آپکی چار حالتیں ہوئی ہیں۔ اول حالت شباب
میں۔ دوسرے فتویٰ اور کتاب میں تیسری مستی کے عالم اور جلال میں چوتھی
سکوت اور محو ہو جانے میں۔ آپ کی وفات بوڑھ کھیڑہ میں جو ایک اچھا گاؤں ہے
اور کرنال سے دو کوس کے فاصلہ پر ہے۔ ۷۲۴ھ ماہ رمضان المبارک کی نویں[9]
تاریخ کو مغرب کی نماز کے بعد ہوئی تین روز تک کسی کو معلوم نہوا کہ آپ نے وفات

پائی ہے جب لکڑہارے وہاں پہنچے اور قدمبوسی کیواسطے آپکے پاس گئے تو دیکھا کہ آپ اس جہان سے اُٹھ گئے ہیں لکڑہاروں نے یہ حالت دیکھکر جلدی قصبہ کرنال میں جاکر وہاں کے آدمیوں کو خبر دی کہ حضرت عاشق آلہی اس جہان سے کوچ کر گئے۔ چنانچہ بارہویں تاریخ کو کرنال کے لوگ یہ خبر سنتے ہی موضع بوڈھ کھیڑے کیطرف گئے کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت عاشق الٰہی رو بقبلہ دیوار کرامات اور جال کے درخت کے پیچھے عالی چبوترہ پر مستغرق ہیں اور جان خدا کے حوالے کئے ہوئے ہیں۔ پاس آکر کھڑے ہوئے تمام جسم مبارک کو باادب اس جگہ سے اُٹھایا اور قصبہ کرنال میں اسی طرح لے آئے کہ آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے اُٹھانے کے لئے بہت سوں کے ہاتھ بھی نعش مبارک تک نہ پہنچے۔ کہتے ہیں اسوقت قصبہ پانی پت میں مولانا سراج الدین مکی وغیرہ بزرگ موجود تھے آپ مرنے کیوقت مولانا موصوف سے معاملہ ہوا یعنے اس معاملہ میں حضرت عاشق الٰہی فرماتے ہیں کہ یا مولنٰا جلدی اُٹھو کہ میں نے اس جہان سے کوچ کیا ہے اور مجھے پانی پت میں لے آؤ اور چھتری نما بنے ہوئے گنبد کے اندر دفن کر دو۔ حضرت مولانا موصوف نے یہ معاملہ دیکھکر حضرت عاشق الٰہی کے بھتیجے شیخ احمد زندہ پیر اور بزرگان اعیان الانصار پانی پت والوں کو خبر دی سب اکٹھے ہوکر کرنال کی طرف روانہ ہوئے۔ چنانچہ پہر بھر دن چڑھا ہوگا کہ کرنال میں پہنچے دیکھا کہ آنحضرت کی نعش مبارک کو کرنال والے غسل دیکر دفن کرنے کے واسطے آمادہ ہیں۔ حضرت شیخ احمد مذکور اور پانی پت والوں نے کہا کہ نعش مبارک چھوڑ دو ہم پانی پت لیجادینگے۔ اور دفن کرینگے کرنال والے قیل و قال کرنے لگے کہ اسی جگہ دفن کرینگے کیونکہ قصبہ کرنال ان حضرات کی ولایت ہے۔ مولنٰا موصوف نے فرمایا کہ ہم آنحضرت کے حکم کے بموجب آئے ہیں۔ اس کام میں تم انکار نہ کرو اور یہ شیخ احمد آن جناب کے وارث ہیں اس امر میں ان کو اختیار ہے چاہے جہاں دفن کریں۔ کرنال والوں نے کہا کہ اے مولانا ولی کا دفن ہونا اپنی ولایت ہی میں اچھا ہے۔ مولانا موصوف نے جب دیکھا کہ طرفین کے درمیان ہنگامہ اور گفتگو بے فائدہ ہو رہی ہے دونوں طرف والوں سے کہنے لگے کس واسطے آپس میں

جھگڑ رہے ہیں۔ حضرت کی نعش مبارک سے ہی کیوں نہ پوچھ لو جو کچھ آنحضرت کی مرضی
ہو اسپر عمل کرو۔ طرفین نے اس بات کو قبول کیا اور اس بحث میں تمام دن غارت ہوگیا
اور رات ہوگئی دونوں طرف کے آدمی نعش مبارک کے آس پاس بیٹھ گئے
اور فاتحہ و درود اور سورۂ اخلاص پڑھنے لگے اس وقت مولانا نے نعش مبارک
کی طرف مخاطب ہوکر عرض کی کہ اے عاشق خدا ارشاد فرمایئے جو کچھ آپ کی مرضی ہو
وہ ہماری رضا ہے۔ طرفین اس پر عمل کریں آپ نے فرمایا کہ اس ولایت میں میرا
ہمیشہ گذر ہے کچھ فکر نکرو ہم یہاں اور وہاں ہر جگہ حاضر ہیں۔ پر جو کچھ مولانا موصوف
فرماتے ہیں سو کرو ہر دو طرف کے آدمی آنجناب کی نعش کے حکم کے بموجب مولانا موصوف
کے سامنے آئے۔ مولانا نے فرمایا کہ صبح کے وقت جنازہ مبارک پر مالیگوس بلاول راگنی
جو آنحضرت کی مرغوب اور خوش طبع تھی گوانا شروع کراؤ اور تابوت مبارک کو علیحدہ
علیحدہ کرنال اور پانی پت والے اُٹھاؤ جن سے اُٹھ جائے وہ ہی اُٹھا کر لے جائیں
اور یہ بھی فرمایا کہ اے یارو اگر گواتے وقت نعش مبارک کو حرکت ہوئے تو ہم لیجائینگے
اور اگر بدن مبارک کو جنبش نہو تو اسی جگہ یعنے کرنال میں دفن کرو طرفین اسپر راضی ہوگئے
جب صبح ہوئی ڈوم بلاول مالیگوس راگنی گانے لگے۔ اس وقت جنازہ مبارک
کے پاس اکثر اہل اللہ اور بزرگ اور سب چھوٹے بڑے لوگ حاضر تھے کہ یکایک
حضرت کا ہاتھ مبارک اُٹھا اور کفن سے باہر ہوگیا اور آپ کا بدن مبارک جنبش کھانے
لگا مولانا مذکور نے شریعت کے لحاظ سے اسوقت مطربوں کو گانے سے منع کیا جب
گوئیے چپ ہورہے تو حضرت مولانا نے کہا یہ آنحضرت کی ایک کرامات ظاہر ہوئی
ہے۔ اب اے کرنال والو نعش مبارک کو اول تم اُٹھاؤ جب کرنال والوں نے نعش
مبارک کو اُٹھانا چاہا جنازہ نہ اُٹھا پھر کرنال والوں نے مولانا سے کہا کہ اب تم اُٹھاؤ
مولانا موصوف اور شیخ احمد برادر زادہ آنجناب اور انصاری اور اولاد ملک علی انصاری
وغیرہ بزرگان علیہم الرحمۃ والغفران پانی پت والوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہکر
جنازہ مبارک کو اُٹھا کر صندوق میں رکھ لیا اور پانی پت کی طرف روانہ ہوئے

وطن کے آدمی اسی وطن مالوفہ میں آنجناب کو لائے اور شام کے وقت مغرب کی نماز کے بعد بارہویں شہر رمضان المبارک کو جمعرات کے دن دفن کیا بہت سے ولی اللہ چنانچہ حضرت سید محمد گیسو دراز گلبرگی اور حضرت ید اللہ دکھنی اور شیخ عبدالحق دہلوی اور شیخ امان پانی پتی اور حضرت میر مودود لاری اور شیخ عبدالرزاق علوی قادری جنجھانوی اور شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور حضرت شیخ دوجن چندی اور شیخ موسیٰ زبیری اور شیخ محمد شریف اعظم آبادی ناولی اور شیخ عبدالرسول ابنالوی اور شیخ محمد نظام بلخی اور شیخ محمد غثمان پانی پتی اور شیخ احمد ناہدی اور شیخ مومن مست بزرگان دین نے لکھا ہے اور اسپر تصدیق کرتے ہیں کہ حضرت بوعلی قلندر کی پاک تربت قصبہ پانی پت میں ہے اور وہاں سے آفتاب کی طرح فیض ظاہر ہے۔

ذکر اُن اولیاء متاخرین کے بیان میں جنہوں نے بعد مرنے حضرت عاشق الٰہی کے آپکی روح اور تربت مبارک سے فیض حاصل کیا ہے تبرک کے طور پر اس رسالہ میں درج ہوتا ہے

نقل ہے کہ حضرت قدوۃ المحققین میر محمد مودود لاری پانی پتی قدس اللہ سرہ العزیز کہ حضرت عاشق الٰہی کے بڑے مواحدوں اور بڑے قریب والوں میں سے گذرے ہیں۔ بابا نظام الدین ابدال کے مرید تھے جو حضرت سید نعمت اللہ ولی کرمانی کے بڑے خلیفہ تھے۔ میر موصوف نے سفر بہت کیا ہے اور بہت سے اپنے زمانے کے مشائخوں سے ملے ہیں اور ہمیشہ فیض پہنچایا ہے اور شاگردی اور علم ظاہری مولانا عبدالغفور لاری سے حاصل کیا ہے اور ان ہی کے ذریعہ سے قطب الاخیار مولانا نور الملۃ والدین حضرت مولانا جامی قدس سرہٗ کی صحبت کی بزرگی حاصل کی ہے اور حضرت مولانا صدرالدین قونوی کی تصنیفات حضرت مولانا جامی کے روبرو پیش کی ہیں اور قدوۃ العارفین حضرت شیخ عبدالرزاق علوی قادری جنجھانوی اور زبدۃ الکبریٰ شیخ امان پانی پتی اور حضرت

شیخ موسیٰ زبیری اور شیخ فریدالدین کرمانی میر موصوف کی صحبت میں پہنچے ہیں اور اُن سے توحید۔
کا علم تحقیق کیا ہے اور ان ہی سے فقیری بدرجۂ کمال حاصل کی ہے۔ اور محمد ظہیرالدین
بابر بادشاہ غازی کے زمانہ میں حضرت میر مودود لاری دریافت کرتے ہوئے اپنی
ولایت سے ہندوستان میں تشریف لائے اور کچھ دن آگرہ میں قیام فرمایا اور آپکے
کمالات کا آوازہ اُس کل گرد و نواح میں مشہور ہو گیا۔ حضرت قدوۃ المحققین
یعنے حضرت شیخ امان مذکور جو قدوۂ علمار موحدین اور عمدہ عرفار متقین گذرے ہیں۔ وہ
ان دنوں آگرہ ہی میں رہتے تھے۔ جب حضرت میر موصوف کی رضا کی نیک چلنی اور
پاکی آپنے سُنی تو حضرت امیر کے پاس آئے اور پہلی شکل دیکھتے ہی اُن کے جمال باکمال
کے عاشق ہو گئے اور حضرت میر مودود کے اصحابوں میں ہو کر بہت سی توحید اور تصوف
کی کتابیں مثلاً فصوص وغیرہ پیش کیں اور درجہ کمال کو پہنچ گئے۔ شیخ امان موصوف
حضرت میر موصوف سے جب مکانات کی گفتگو ہوتی تھی تو پانی پت کی تعریف کرتے
تھے، اور کہتے تھے کہ حضرت پانی پت بڑا وسیع ہے اور اولیار کرامات ظاہرہ اور بزرگوں
کے مالک اس جگہ سوئے ہوئے ہیں خاصکر عاشقوں کے قبلے اور واصلوں کے پیشوا
اور مفتی حجت متین وہ یعنے حضرت شاہ شرف الدین ابو علی قلندر عاشق الٰہی کہ جن کے انوار
کمال کی ترقی آسمان کی ولایت نور ہے اگر حضور کے ارادہ کی باگ اُس طرف متوجہ ہو جائے
تو ہم سبکو بہت بڑی سعادت دارین حاصل ہو اور آپ کی زیارت دین کے بڈبڈبروں
کی روزی ہو۔ حضرت میر مودود لاری نے جواب میں فرمایا کہ جبوقت عالم الغیب سے
حکم ہوگا تو تم کو معلوم ہو جائے گا۔ حتے کہ ایک دن حضرت شیخ امان موصوف اپنے پاس
بلا کر کہنے لگے کہ اے امان آج رات حضرت عاشق الٰہی عالم مثال میں مجھے نمودار ہوئے
کیا فرماتے ہیں کہ اے میر مودود ہم بھی قلندر رہیں اور تو بھی قلندر رہے آکہ ایک
ہی جگہہ رہیں، اب اگر خدا نے چاہا ہے تو تیرے کہنے کے بموجب مع تیرے
ہمراہیوں کے پانی پت چلیں گے۔ تھوڑے دنوں کے بعد حضرت سید
میر مودود صاحب شہر پانی پت میں تشریف فرما ہوئے اور شیخ امان نے حق شناسی

اور خدمتگاری بہت زیادہ کی۔ حضرت میر مودود ہمیشہ پاک تربت عاشق آلہی کی زیارت کیا کرتے تھے اور حضرت عاشق الہی کے قریبوں میں سے تھے اور انکی روح پاک سے آپ نے فیض حاصل کیا اور بموجب حکم عاشق آلہی کے جنگل میں قیام اختیار کیا حضرت میر مودود کی وفات عیدالفطر کے دن ۹۲۰ھ میں ہوئی ان کا مزار عیدگاہ کے قریب قصبہ پانی پت سے باہر مغرب کی طرف ہے۔ ایک بڑے نور اور فیض کی جگہ ہے۔

نقل ہے عبدالرزاق علوی قادری جنجھانوی کی حکایتوں میں ذکر ہے کہ آپ یعنے حضرت شیخ عبدالرزاق حضرت زبدۃ الاولیار شیخ حسن اعظم خیالی کے مرید اور خلیفہ ہیں اور حضرت میر مودود ولاری سے بھی نعمت از خلافت حاصل کی ہے اور اپنے وقت کے بہت سے ولیوں کی خدمت کی ہے اور کچھ ان سے حاصل کیا اور سلطان السادات رئیس الاقطاب حضرت سید نورالدین راجو تھے سید راجی حامد کے بیٹے کہ جو سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیار محبوب الہی دہلوی کے خاندان کے بڑے خلیفہ ان کی صحبت میں پہنچکر ان سے خاندان چشت کا پاک خرقہ پہنا ہے اور شیخ عبدالقدوس گنگوہی نعمانی کی صحبت میں رہتے ہیں اور وحدانیت کے آسمان کے آفتاب حضرت قلندر عاشق آلہی کی روح پاک سے سب کچھ اور بے شمار نوازشیں اور نعمتیں حاصل کی ہیں۔ اور قطب الاقطاب فردالاحباب محبوب سبحانی غوث الصمدانی سید محی الدین ابو محمد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے ساتھ کمال درجہ کی نسبت ہے کہ ہمیشہ آنجناب سے بشارۃً فیض یاب ہوتے تھے شیخ صابر صدیقی کہ شیخ عبدالرزاق موصوف کے بڑے مُریدوں میں سے گزرے ہیں اور شیخ صابر شیخ عبدالرزاق موصوف کے ہمرازی اور خصوصیت میں خاص تھے کہتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالرزاق مجھسے بارہا کہتے تھے کہ ہم کو حضرت عاشق آلہی کی تربت پاک کا طواف ہررات حاصل ہوتا ہے۔ خصوصاً ان دنوں سے کہ جب سے فرمانبردایان معنے کے درجہ میں ہوا ہوں اور بسبب جمع ہونے اسباب مسکوت وصفا کے جو علوی یا سفلی عالم سے اس صدر نشین مسند قطبی وغوثی کی خدمت میں آتے ہیں ہررات کو میں نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔ اور ابتک یہ نیکبختی مجھسے دور نہیں ہوئی ہے۔ شیخ صابر نے لکھا

ہے کہ اس بات کے سُننے سے میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا کہ ہر رات جنجھانہ سے پانی پت میں پہنچنا اور بزرگوں کی جماعت کے ساتھ صحبت اور جناب قلندر الہی سے ملاقات کا ہونا ناممکن معلوم ہوتا ہے اور جنجھانہ پانی پت سے چودہ کوس ہے اور دریا جمنا بیچ میں آتا ہے۔ خدا معلوم کہ حضرت شیخ عبدالرزاق کا یہ ارادہ کیسا ہے میں اس بات کی تحقیق کے واسطے ایک کونہ میں کہ حضرت شیخ عبدالرزاق کی وہاں نشستگاہ تھی اپنے سر پر پوری[1] ڈالکر کھڑا ہو گیا آدھی رات گذری ہو گی کہ حضرت شیخ عبدالرزاق اندر سے ہمیشہ کے موافق باہر آئے اور اسی کونہ میں کہ جہاں میں چھپا ہوا تھا کھڑے ہوئے اور اشارے سے مجھے بلایا میں نے جاتے ہی زمین پر سر رکھدیا شیخ عبدالرزاق نے اپنے دونوں پاؤں میرے کندھوں پر رکھدیئے اور فرمایا کہ اے صابر اپنی دونوں آنکھیں بند کرلے اور کہو کہ یاحی ویاقیوم میں نے شیخ کے فرمان پر عمل کیا پھر ایک لمحہ کے بعد فرمایا کہ آنکھیں کھول میں نے دیکھا کہ میں قصبہ پانی پت میں حضرت عاشق الٰہی کے روضہ منورہ کے دروازہ پر کھڑا ہوں حضرت شیخ عبدالرزاق روضہ کے اندر گئے اور مجھکو یقین دلانے کے واسطے ہمراہ لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ جناب عاشق الٰہی اور حضرت صاحبزادہ مبارک خاں ایک دوسرے کی بغل میں ہاتھ ڈالے ہوئے خوابگاہ سے باہر ہوا خوری کر رہے ہیں جوں ہی شیخ عبدالرزاق کو دیکھا فرمایا کہ برادر عبدالرزاق آفریں آفریں آ آ شیخ مذکور کو اپنے درمیان میں جگہ دیکر تھوڑی دیر صحبت رکھی۔ تھوڑی دیر کے بعد شیخ موصوف جناب عاشق الٰہی سے رخصت ہو کر اور مجھے ساتھ لئے ہوئے حضرت سید الشہدار بلندی کے مزار فائض الانوار کی طرف جو وہاں امام بدرالدین عالم کے نام سے مشہور ہیں تشریف لے گئے تھوڑی دیر سید الشہدار سے صحبت کر کے قصبہ جھنجھانہ کی طرف چلے پہر رات پہر رہی ہو گی کہ اس مقام پر جہاں سے جس طریق سے آئے تھے وہیں پہنچ گئے اور مجھکو علیحدہ کر کے خود وضو کرنے لگے معلوم رہے کہ پانی پت میں شہیدوں کے مزار بہت ہیں مگر پہلے جو مسلمانوں میں سے اس شہر میں آیا اور کفر کو توڑا اور شہیدی حاصل کی وہ حضرت امام بدرالدین بدر عالم حضرت امام الہمام

[1] ایک قسم کی چادر ہوتی ہے ۱۲

امام زین العابدین رضہ کے پوتے ہیں" سلام ہو جیو ان پر خدا کا کہ ان کا مزار فیضوں کے نوروں کا بھرا ہوا بلندی شہیدوں کے نام سے مشہور ہے اس شہر میں انھیں کے قدم کی برکت سے مسلمانی ہوئی توم اسلام کی کسی کتاب میں بھی شہدار بلندی احوال نظر نہیں آیا ان کے مقامات اور حالات ہر زمانے میں بہت زیادہ ہیں اور انکی کرامتوں اور ولی ہونیکے آثار اور امارت اور شہادت اور تصرفات آپ کے روضۂ مقدسہ پر ظاہر ہیں بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

نقل روایت ہے کہ جبوقت عاشق الٰہی کو حضرت امام بدرالدین بدر عالم کے مزار کی زیارت کی آرزو ہوتی تھی بسبب زیادتی ادب کے کہ امام موصوف کے ساتھ کرتے تھے دُور سے فاتحہ پڑھتے۔ پاک تربت کے پاس نہ جاتے تھے حضرت امام ابوالقاسم اور امام اسحاق جابری کہ قصبہ پانی پت سے دو کوس مغرب کی طرف سوئے ہوئے ہیں اور چھوٹے شہید کہلاتے ہیں۔ امام بدرالدین صاحب موصوف کے ہمنشینوں میں سے ہیں اور انکا روضہ ایک دلکشا اور لطیف مقام ہے اور اس جگہ اور اولیار اور شہید بہت سے ہیں۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ دوجن جنیدی کے باپ خدا کے بڑے مردوں میں سے تھے سہارنپور میں رہتے تھے اور کھیتی کیاری کیا کرتے تھے کہتے ہیں کہ جب شیخ دوجن بارہ برس کے ہوئے تو اُن کے باپ نے اُن سے کہا کہ ہم فقیر مرد کھیتی کیاری کیا کرتے ہیں۔ اگر تجھسے کشتکاری ہو سکے تو ہمارے بیلوں کو جنگل لے جایا کر دوجن نے باپ کا کہنا قبول کیا۔ ایک روز دریائے جمنا میں بیلوں کو پانی پلا رہے تھے کہ غیبی مردوں میں سے پانچ آدمی مردانہ خدا مردانہ غیب آپ کو دکھلائی دئے۔ ایک حضرت خضر علیہ السلام دوسرے بوعلی قلندر عاشق الٰہی تیسرے بابا بہلول حصاری۔ چوتھے شیخ بدرالدین سلیمان۔ پانچویں شیخ سدّو مالیزی۔ ان مردان غیب کے دیکھنے سے شیخ دوجن ڈر گئے، مردان غیب بولے کہ ہم سے مت ڈر کیونکہ تو بھی ہم میں سے ہے۔ اور خداوند بزرگ کے حکم کے بموجب تیرے پاس آئے ہیں۔ تاکہ تو بھی خدا کے بھیدوں سے آگاہ ہو جائے چونکہ حضرت دوجن ابھی بچے ہی تھے۔ اور کبھی ایسے بزرگوں کو نہ دیکھا تھا اور بھی زیادہ

ڈر گئے۔ حضرت خواجہ خضر آگے بڑھے اور شیخ دوجن کے ہاتھ کو نرمی سے پکڑ لیا اور کہا کہ سامنے آ۔ دوجن آگے گئے۔ حضرت نے اپنے دونو انگوٹھے دوجن کی دونوں آنکھوں پر رکھے اور دیر تک رکھے رہے جب انگوٹھے اُٹھائے تو آسمان اور زمین سب شیخ دوجن پر ظاہر ہو گئے اور غیب کے پانچوں شخصوں سے دوجن کو آگاہی ہوئی اور خوف دور ہو گیا جب دوجن نے اپنے میں یہ حالت دیکھی۔ پانچوں مردان غیب کے قدموں میں گر پڑے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے عاشق الٰہی سے کہا اب دوجن تمہاری سپرد کیا جاتا ہے۔ حضرت عاشق الٰہی نے بموجب حکم حضرت خضر کے دوجن کو تعلیم دی اور خدا کے سب بھیدوں سے آگاہ کر دیا۔ اور کہنے لگے کہ اے دوجن باقی ظاہری حصہ شیخ سدو مالیری سے حاصل کر اور اپنے تئیں شیخ سدو کے حوالہ کر وہ زندہ ہیں اور اُنھیں کا مُرید ہو۔ دوجن حضرت عاشق الٰہی کے فرمانے کے بموجب شیخ سدو کے پاس گئے اور مرید ہوئے۔ مردانِ غیب فارغ ہو کر غائب ہوئے۔ شیخ دوجن ان کے غائب ہونے کے بعد بے خود ہو گئے اور آپ کی خبر نہ رہی اور تین روز تک اسی جگہ پڑے رہے۔ جب شیخ دوجن کے والدین نے ان کو تین روز سے نہ دیکھا ڈھونڈتے ہوئے دوجن کے پاس آئے اور اپنے گھر لیگئے شیخ دوجن جب ہوش میں آئے تو انکی زبان کلام کرنے سے بند ہو گئی۔ اپنے اور بیگانوں سے نفرت کرنے لگے ان کے والدین کو ان کے دیوانہ ہو جانے کا خیال ہوا جس جگہ کوئی بزرگ یا دانا یا کوئی حکیم ملتا تھا۔ دوجن کو لیجاتے تھے۔ اور کھیتی کیاری سب بھول گئے چودہ برس اس حالت میں گذرے سُنا کہ گنگا پار کوئی فقیر ہے جو کوئی اس فقیر کے پاس جاتا ہے اور جو کچھ کہ مشکل ہوتی ہے فقیر کی دُعا سے حل ہو جاتی ہے۔ شیخ دوجن کے والدین اپنے لڑکے کو ہمراہ لیکر فقیر کی طرف راہی ہوئے۔ جب دریائے گنگا کے کنارہ پر پہنچے ناؤ نہ ملی پریشان ہوئے۔ اور حضرت شیخ دوجن کی والدہ رونے لگیں شیخ نے اپنی ماں کو روتے ہوئے دیکھا تو چودہ برس کے بعد اسوقت بولے اور کہنے لگے۔ اے ماں کیوں روتی ہو۔ کہا اے بیٹا خدا سے مدت تک تیرے پیدا ہونے کی دعا مانگتے رہے خدا نے تجھے ہمکو دیا ہم خوش ہوئے کہ بڑھاپے میں کام آئے گا۔ اب ہم بڈھے ہوئے تو تو ایسا

دیوانہ ہوگیا کہ تیری ہمکو خدمت کرنی پڑی دوجن بولے اے مادر جو کچھ حق تعالےٰ نے چاہا اور دیا ہے وہ درست ہے۔ کچھ غم نہ کرو اور اپنا مطلب کہو۔ کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ اس دریا سے پار ہوں اور تجھکو فقیر کے پاس لیجاؤں جو تجھکو اس دیوانگی سے بچائے دوجن بولے اے مادر میری بھی یہ ہی مرضی ہے لیکن جو تم پار جانا چاہتی ہو تو میں اپنا پاؤں دریا میں ڈالتا ہوں تم میرے پیچھے قلندر قلندر کہتے ہوئے چلے آؤ اور کچھ خوف نکرو خداتعالیٰ قادر ہے۔ اور قلندر عاشق آلہی ہمکو بے ناؤ پار اُتارینگے یہ کہکر دریا میں قدم ڈالدیا۔ دریا میں پار جانیکا راستہ ہوگیا۔ اور سب راضی خوشی پار اُتر گئے۔ والدین نے جب ایسی بزرگی دوجن میں دیکھی تو اس سے ہاتھ دھو بیٹھے اور سمجھ گئے کہ اسکو دوسرا راستہ حاصل ہوگیا۔ جب فقیر کے پاس گئے اس بزرگ فقیر نے شیخ دوجن کو دیکھتے ہی کہا کہ اس دیوانہ کو حضرت عاشق آلہی کی درگاہ میں پانی پت لیجاؤ یہ وہاں اچھا ہوگا۔ والدین نے ایسا ہی کیا جب حضرت شیخ دوجن پانی پت میں عاشق آلہی کے فیض در پر رہنے لگے تو تھوڑے ہی دنوں کے بعد بلندی حاصل کی اور ان سے ہر وقت میں عجیب عجیب تصرفات اور کراماتیں ظاہر ہوئیں حضرت شیخ دوجن نے سنہ ۷۶۲ھ میں وفات پائی۔ اور شہر جنید میں جو حصار کے علاقہ میں ہے خواب گاہ اختیار کی آپ کا مرقد مبارک نور کی جگہ اور فیض سے پُر ہے۔

نقل آخری بزرگ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر اجراوری بن شیخ برہان الدین بن شیخ فریدالدین کہ نسب آپ کا حضرت شیخ عبداللہ زبیری رحمۃ اللہ علیہم تک پہنچتا ہے اور شیخ موصوف کا نکاس شہر بصرہ سے ہے اور پیدائش آپکی قصبہ اجراور میں جو روواہ سرہند کے متصل ہوئی۔ شیخ عبدالقادر توحید اور تصوف میں زمانہ کے اندر ایک تھے اور سفر بہت کیا ہے اور بہت سے مشایخ اور اولیاؤں سے ملے ہیں۔ اور ہر ایک سے حصہ لیا ہے اور شمس العاشقین شنقاہ شرف الدین ابو علی قلندر عاشق آلہی سے کامل حصہ حاصل کیا ہے اور بہت سے فیض اور نوازشیں اور نعمتیں حاصل کرکے درجہ کمال کو پہنچے ہیں۔ جب حضرت شیخ عبدالقادر کسی بزرگ باکمال سے مرید ہونے کی

درخواست کرتے تو وہ کہتے تھے کہ اے شیخ عبدالقادر نہیں معلوم تجھے کس سے حصہ ملیگا۔
البتہ معلوم ہے کہ کسی اولیار کی روح پاک سے تیرے نصیبہ میں فیض ہے۔ شیخ عبدالقادر
جہاں جاتے یہ ہی جواب ملتا تھا شوق الٰہی کا ولولہ جو بہت تھا تو ایک دن اپنے مکان سے
اٹھکر جنگل کی طرف گئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد شیخ معاملہ میں کیا دیکھتے ہیں کہ اس جنگل میں
کسی شیر نے مجھے گھیر لیا ہے اور وہ شیر ایک عمدہ مکان میں کسی جنگل میں مجھے لے گیا ہے
اور وہاں بیٹھکر کہتا ہے کہ اے عبدالقادر بہت جلد پانی پت آجا کیونکہ تو بھی ہمارے ہمرازوں
میں سے ہے اور تیری نعمت ہمارے پاس ہے۔ اور تیرا حصہ اسی جگہ ہے جب صبح ہوئی تو
شیخ مذکور پانی پت کی طرف روانہ ہوئے کہتے ہیں کہ راہ میں شیخ عبدالقادر سے بہت سے یاروں کی ملاقات ہوئی
شیخ عبدالقادر انسے کہنے لگے کہ اے یارو جناب عاشق الٰہی عالم مثال میں مجھے شیر کی صورت میں ظاہر ہوئے اور
اُنھوں نے فرمایا کہ اے عبدالقادر پانی پت میں جلد آ کہ تو ہمارے ہمرازوں میں سے ہے
اور تیرا نصیبہ اور نعمت اس جگہ ہے تھوڑے دنوں کے بعد شیخ عبدالقادر پانی پت میں
پہنچے اور حضرت عاشق الٰہی کی زیارت سے مشرف ہوکر روضہ منورہ کے دروازہ کے سامنے
کہ جو قبلہ رو ہے بیٹھ گئے۔ جب آدھی رات سے زیادہ گذر گئی تو یکایک روضہ منورہ سے
ایک خوش آواز شیخ کے کان میں آئی کہ آ۔ شیخ عبدالقادر نے عرض کی کہ یا حضرت روضہ
منورہ کا دروازہ بند ہے کیونکر آؤں۔ پھر آواز آئی کہ اٹھ اور اپنے ہاتھ سے کھول لے۔ شیخ
مذکور دروازہ پر آئے اور ہاتھ دروازہ کو لگائے دروازہ کھل گیا۔ شیخ عبدالقادر بسم اللہ
کہکر روضہ کے اندر گئے دیکھتے ہیں کہ جناب عاشق الٰہی پاک تربت کے اوپر بیٹھے ہیں۔
اور حضرت صاحبزادہ شاہ مبارک خان ہاتھ میں پیالہ لئے کھڑے ہیں۔ حضرت عاشق الٰہی
نے فرمایا کہ بابا مبارک خان اس پانی کے پیالہ کو عبدالقادر کو دے۔ شاہ مبارک خاں نے
وہ پیالہ شیخ عبدالقادر کو دیدیا۔ حضرت عاشق الٰہی نے فرمایا کہ پی۔ اس پیالہ کو سب پی
گئے پیتے ہی مست ہو گئے اور زمین سے لیکر آسمان تک سب ان پر ظاہر ہو گیا صبح
کے وقت جب شیخ مذکور روضۂ منورہ کی چھتری سے باہر آئے تو ایک فقیر جس کو سکندر
کہتے تھے اور ایک مدت سے عاشق الٰہی کے روضہ منورہ کے اس دروازہ پر پڑا رہتا

تھا اس نے یہ تمام شیخ کا معاملہ دیکھا تھا کہنے لگا سبحان اللہ ہمکو برسوں گذر گئے کہ حضرت کے دروازہ پر پڑے ہیں اور یہ آدمی ایک رات رہا اور نعمت لیکر جاتا ہے۔ شیخ عبدالقادر بولے کہ سبحان اللہ داتا دے بھنڈاری کا پیٹ پھٹے اتنا کہتے ہی اس فقیر سکندر کا پیٹ پھٹ گیا اور جان خدا کے حوالے کی اس جگہ سے اُٹھا کر خواجہ سالار فخر الدین نے روضہ مشائخ سے باہر فقیر مذکور کو دفن کیا شیخ عبدالقادر اپنے وطن کو تشریف لے گئے اور وہیں اپنی ولایت اور خوابگاہ اختیار کی۔ اس ولایت کے لوگوں نے حضرت عبدالقادر صاحب سے فیض حاصل کیا ہے اور کرتے ہیں۔

زبدۃ العلمائے شریعت قدوۂ محققانِ حقیقت کہتے ہیں کہ ایک رات برسات کے موسم میں حضرت عاشق الٰہی کے مزار مبارک کے طوائف کے واسطے گیا میں نے دیکھا کہ حضرت عاشق الٰہی اپنی تربت پر سر رکھے ہوئے ہیں اور داہنا ہاتھ بائیں زانو پر رکھے ہوئے ہیں۔ مجھے خوف معلوم ہوا۔ اور میں کھڑا رہ گیا۔ اسی اثنا میں شیخ محمد عثمان نے جو حضرت عاشق الٰہی کے بھتیجے اور مریدوں میں سے تھے میرا ہاتھ پکڑ کر جلدی سے مجھے حضرت عاشق الٰہی کے قدموں میں ڈالدیا اور کہا اے حضرت عاشق خدا یہ میرے اُستاد ہیں ہمیں حضرت شیخ محمد عثمان کے وسیلہ سے حضرت عاشق الٰہی کی زیارت سے بہرہ مند ہوا تھوڑی دیر میں حضرت عاشق الٰہی اور شیخ محمد عثمان دونوں میرے سامنے سے غائب ہو گئے میں فاتحہ پڑھکر اپنے گھر واپس آیا۔

نقل ہے کہ ایک رات حضرت عاشق الٰہی کے روضۂ منورہ کا چراغ گل ہو گیا آپ نے اُسیوقت حضرت شیخ محمد عثمان سے فرمایا کہ اُٹھ اور نیند سے ہوشیار ہو دیکھ ہمارے روضہ منورہ کا چراغ گل ہو گیا ہے۔ شیخ مذکور جاگے اور اپنے گھر سے باہر آئے اور روضۂ منورہ میں پہنچے دیکھا کہ چراغ گل ہے جلدی سے چراغ روشن کر کے اپنے گھر واپس آئے بہت دفعہ یہی صورت ہو جاتی تھی حضرت عاشق الٰہی کی نظر عنایت اور مہربانی حضرت شیخ محمد عثمان پر بہت رہی ہے۔ چنانچہ ایکروز شیخ محمد عثمان پانی پت کے بہت سے بزرگوں اور خادموں اور اپنے بھائیوں کے ہمراہ حضرت پیر دستگیر غوث الاعظم ابو محمد عبدالقادر جیلانی

قدس سرہ العزیز کے عرس شریف کی مجلس اور میر سید محمد طاہا قادری کی ملاقات کے واسطے قصبہ کتانہ میں گئے۔ جب یہ خبر سید محمدؒ طاہا کو لگی۔ پیشوائی کے واسطے دریا کے کنارے تک آئے اور ان سب پانی پت والوں سے ملاقات کی اور مجلس شریف میں انکو لے گئے۔ سب پانی پت والے بزرگ مجلس میں شامل ہوئے اور کونین کی نیکبختی حاصل کی اور تین روز تک وہاں رہے چوتھے روز فجر کے وقت سب بزرگ سید موصوف سے رخصت ہوئے اور وہاں سے سیر کرتے ہوئے پانی پت کی طرف راہ لی جب دریا جمنا پر پہنچے کشتی تلاش کرنے لگے اتفاق سے آندھی اور کالی گھٹا اُٹھی اور بہت زور سے مینہ برسنے لگا۔ سب جاں بلب ہوئے اور مینہ برستے برستے رات بھی ہوگئی۔ یاروں نے شیخ محمد عثمان سے کہا کہ اُسوقت کیا کرنا چاہئے۔ شیخ مذکور بولے کہ اب کتانہ میں تو جانا مناسب نہیں ہے۔ خدا کی مرضی پر راضی رہو علیٰ کل حال۔ اے بھائیو! اس وقت اپنے مرشدوں کو یاد کرو شاید پیروں کی مدد ہمارے لئے بہتر ہو جو اس بلا سے نجات پائیں سب بزرگوں نے قلندر قلندر کہنا شروع کیا سب قلندر قلندر کہہ ہی رہے تھے پانچ اولیار مردان غیب سے ان سبکو دکھلائی دیئے۔ ایک قلندر عاشق الٰہی دوسرے شمس الدین ترک پانی پتی سوم شیخ جلال الدین چشتی۔ چوتھے حضرت محبوب سبحانی کے بھانجے سید محمود۔ پانچویں سید محمد طاہا مذکور کتانوی کہنے لگے تم مت گھبراؤ اور کشتی کو دریا میں سے کنارے پر لائے اور کہا کہ تم سب سوار ہو جاؤ اور سید موصوف سے کہا کہ ان ہمارے خادموں کو صحیح سلامت قصبہ پانی پت میں پہنچا دو۔ اور شیخ محمد عثمان ہمارا لڑکا ہے اے سید اس کا ہاتھ پکڑ۔ سید موصوف نے حضرت عاشق الٰہی اور پیرانِ عظام کے حکم کے بموجب سب کو آکر کشتی میں سوار کیا اور صحیح سلامت دریا سے پار اُتار دیا اور سب راضی خوشی پانی پت پہنچ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد سید محمد طاہا پانی پت میں آئے اور حضرت عاشق الٰہی کی زیارت کرکے بارہویں ذی الحجہ ۸۵۰ھ ہجری کو وفات پائی۔ ان کی قبر حضرت ابو علی قلندر عاشق الٰہی کے روضہ منورہ کے متصل سرہانے کی طرف ہے۔

نقل ہے۔ بحرالاسرار میں جو شیخ جمال محمد بن شاہ مزکی بن شیخ محمد بن حضرت شیخ عبدالرزاق قطب اکبر جھنجھانوی قادری کی تصنیف سے ہے۔ لکھا ہے کہ حضرت عاشق الٰہی کے عرس مبارک کے دن جو رمضان کے مہینہ کی چھ تاریخ سے تیرہ تاریخ تک ہوتا ہے شاہ مبارک خاں کی پاک روح جو عاشق الٰہی کے دلی محبوب تھے بطریق باد مجسم کے باطنی عالم میں شیخ عبدالرزاق کے پاس دعوت کے لئے بلانے آئے اور خوشخبری دی کہ بہت سے اولیار مرے ہوئے زندہ عرس میں حاضر ہیں، اور حضرت عاشق الٰہی نے کہا اے شیخ عبدالرزاق آپکی بھی دعوت کی ہے کہ اب کے برس ظاہری طریق سے حاضر ہو کر ہمارے پاس آئیں کہ ہم تمہارے منتظر ہیں حضرت عبدالرزاق بموجب فرمانے مبارک خان کے جہاں اور اولیاؤں کی روحیں اور عارف لوگ جمع تھے حاضر ہوئے اور حضرت عاشق کے روضۂ منورہ کے اندر سماع اور شوق الٰہی کی مجلس ہو رہی تھی۔ اور ڈوم گا بجا رہے تھے۔ اس اثنار میں ایک صوفی کو حال آگیا۔ قاضی خواجہ جہاں جو حضرت عاشق الٰہی کے مریدوں میں سے تھے صوفی کو پکڑ رہے تھے کہ زمین پر نہ گرے اور خود رد کے جاتے تھے۔ ساری اولیار اللہ یہ حال دیکھ رہے تھے اسوقت شیخ الاسلام حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین چشتی حسن سنجری قدس اللہ سرہٗ العزیز نے فرمایا کہ اس قاضی کو صوفی کی نسبت زیادہ شوق و ذوق ہے یہ کون شخص ہے۔ حضرت عاشق الٰہی نے فرمایا کہ اخوی عبدالرزاق کے دوستوں میں سے ہے۔ حضرت خواجہ صاحب موصوف نے فرمایا کہ اے عاشق الٰہی کیوں اجازت نہیں دیتے کہ قاضی کو بھی حال آجائے۔ حضرت عاشق الٰہی گنبد مبارک سے اتر کر قاضی کے پیچھے مجلس میں آملے اور اپنا ہاتھ قاضی کے کندھے پر رکھا قاضی خواجہ جہاں صاحب نے پیچھے کو جو دیکھا تو حضرت عاشق الٰہی دکھائی دیئے دیکھتے ہی مستوں کا سا نعرہ مارنے لگے اور اسی شوق اور کیفیت سے مجلس کو تمام کیا اور مجلس سے فارغ ہو کر گھر جانے سے پہلے پانی پت سے بے اختیار جھنجھانہ پہنچے اور ہزارہا مرتبہ اس ماجرے کو دیکھا جو اوپر بیان ہوا ہے۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ عارفوں کے بادشاہ شیخ عبدالرزاق موصوف شروع ملاپ میں

موضع بوڑہ کھیڑہ میں جو قصبہ کرنال کے نواح میں ہے اور عاشق الٰہی کا مقام ہے معتکف ہوئے اور چند روز وہاں قیام کیا ایک روز خدا کی یاد میں مشغول تھے کہ برابر میں سے زمین پھٹی اور ایک برتن خزانے سے بھرا ہوا نکلا اور اس برتن میں خزانہ اُلٹ پلٹ ہوتا تھا غیب سے آواز آئی کہ اے عبدالرزاق اس خزانہ کو ہمنے تجھے بخشا ہے لے۔ عبدالرزاق نے توفیق الٰہی سے مستفید ہو کر عرض کی کہ اے خداوند تو خود دانا بینا ہے کہ مجھے تیرے سوا کچھ نہ چاہئے سوائے تیرے مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر آواز آئی کہ اے عبدالرزاق خزانہ بھی ہمارا ہے اور تو بھی ہمارا ہے۔ جسقدر تجھے چاہیے لے لے۔ شیخ عبدالرزاق نے عاجزی سے وہ ہی لفظ زبان سے نکالے کہ مجھے تیرے سوائے کسی کی ضرورت نہیں۔ پھر حکم ہوا کہ یہ خزانہ مدت سے کسی ولی کامل کے ہاتھ کا آرزومند ہے۔ اس خزانہ کو ہاتھ لگا تاکہ بارگاہ میں یہ خزانہ قبول ہو، اور سب نہ لے تھوڑا لے جسقدر تیرا دل چاہے لے لے۔ شیخ عبدالرزاق نے مجبور ہو کر بسم اللہ کہکر اس خزانہ میں سے تھوڑا سا لیا۔ دیکھا کہ تانبے کے پانچ بہلولی سکّہ ہیں اسی پر صبر کیا اور مناجات پڑھنے لگے کہ اے خدا تجھپر ظاہر اور باطن کچھ پوشیدہ نہیں ہے اور تو تمام کے بھیدوں کا جاننے والا ہے اور میں سوائے تیری ذات پاک کے دوسرے کا خواستگار نہیں اور نہ ہونگا۔ بعدازاں اس جزوی سکون کو اپنی حاجت میں صرف کیا اور خداوند کریم کا شکر کیا اور حضرت عاشق الٰہی کی ذات پاک سے ممنون ہوئے اے عزیز یہاں سمجھنا چاہئے کہ یہ جو پانچ عدد سکّے شیخ عبدالرزاق کے ہاتھ میں آئے نہ چار آئے اور نہ چھ آئے اس میں بھید ہے اول ارکان معتمدالیہ میں سے پانچ ہیں یعنی دو ہاتھ دو پاؤں ایک سر اور ہاتھ میں انگلی بھی پانچ ہیں اور اعضاء رئیسہ یعنے دل جگر، گردہ، پتہ، تلّی، بھی پانچ ہی ہیں اور پانچ بھی مشہور ہیں۔ اور چار خلیفہ مع سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پانچ ہیں۔ اور ذات افضل موجودات اپنے اہلبیت کے ساتھ شرف الاسمار سے پانچ پاک تن مشہور ہیں۔ اور اسم ذات اللہ کا جو کل صفتوں سے اعلےٰ ہے اس میں بھی پانچ حروف ہیں اور ذات کا ظہور بھی پانچ مرتبہ ہوا ہے اور سالک اور واصل کے بھی پانچ مقام بتلاتے ہیں ناسوت، ملکوت، جبروت، لاہوت،

باہوت مراتب کا بیان سب پر ظاہر اور ماہر ہے۔
نقل ہے۔ کہ شیخ عبدالرسول اہل فضل اور کمال کے صاحب اور آخری شیخوں کے زبدہ قدس سرہٗ سکنہ قصبہ انبالہ قصبہ پانی پت کے اولیاؤں کے مزاروں کی زیارت کے واسطے تشریف لائے اور دوپہر کے وقت پہلے حضرت عاشق الٰہی کے مزار پہ پہنچے روضہ منورہ کے اندر گھسے کیا دیکھتے ہیں کہ اندر حجرہ کے متصل چراغان کے پیچھے چارپائی بچھی ہوئی ہے اور ایک شخص اس چارپائی پر کافوری چادر تانے سو رہے ہیں۔ شیخ موصوف نے یہ حالت دیکھکر کچھ نہ کہا اور شاہ مبارک خاں کی تربت طیبہ پر فاتحہ کے واسطے چلے گئے اور فارغ ہونیکے بعد حضرت عاشق الٰہی کے مزار پر آئے دل میں کہنے لگے کہ یہاں کے خادم بہت بے ادب اور گستاخ ہیں یہ کیا جگہ چارپائی بچھانے اور سونے کی ہے یہ مکان تو اعلےٰ ہے ہر بار یہ خیال شیخ موصوف کے دلمیں گذرتا تھا جب حضرت عاشق الٰہی کی تربت کے روبرو فاتحہ پڑھنے کو ہوئے تو حضرت نے کافوری چادر اپنے اوپر سے الگ کر کے فرمایا کہ اے عبدالرسول تجھکو ہمارے خادموں کی طرف سے کیا خیال پیدا ہوا ہے۔ گھر کے مالک کو اختیار ہے چاہے باہر سوئے خواہ اندر سوئے تجھکو فاتحہ اور درود پڑھنے سے کام ہے چون وچرا سے کچھ کام نہیں ہے یہ عاشقوں کے بھید ہیں۔ شیخ عبدالرسول فرماتے ہیں کہ جسوقت حضرت نے چادر اٹھائی اور مجھ سے یہ باتیں کہیں میں کانپ اٹھا اور حضرت عاشق الٰہی پھر یوں کہنے لگے کہ دوپہر کو سونے کے وقت کسی کے یہاں جانا مناسب نہیں ہے۔ خیر اے عبدالرسول ہمنے تجھے معاف کیا۔ شیخ عبدالرسول ذکر کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عاشق الٰہی سے علیحدگی میں عرض کی میری خطا معاف فرمائیں فی الحقیقت مجھسے قصور ہوا ہے حضرت عاشق الٰہی نے فرمایا کہ عبدالرسول جلدی چلا جا اور اپنے خدا سے خوش رہو یہ کہتے ہی حضرت بھی اور چارپائی بھی دونوں نظر سے غائب ہو گئے۔ جب شیخ عبدالرسول روضہ منورہ سے باہر آئے تو ایک خادم دروازہ مبارک پر کھڑا تھا کہنے لگا کہ یا میاں صاحب ہملوگوں کی کیا طاقت ہے کہ روضہ مقدسہ میں ایسی بے ادبی کریں آپ کا اچھا نصیب ہے کہ حضرت عاشق الٰہی کا دیدار تم کو میسر ہوا شیخ مذکور نے فرمایا خدا کا شکر ہے کہ میں حضرت عاشق الٰہی کے دیدار سے فیضیاب ہوا۔
نقل ہے کہ حضرت شیخ محمد شریف عظیم آبادی کہ ناولی کہلاتے ہیں موضع ناؤں میں

رہا کرتے تھے اور شیخ ابراہیم صاحب رامپوری کے مرید اور خلیفہ اور سجادہ نشین تھے شیخ ابراہیم نے شیخ محمد شریف کو موضع بوڑہ کہیڑہ کی طرف پانی پت کو روانہ کیا اور محمد شریف کا ہاتھ حضرت عاشق آلہی کے ہاتھ میں دیا اور بہت سی نعمت دینی اور دُنیاوی دولت حضرت عاشق الہی کی روح پاک سے حاصل کی موضع بوڈہ کہیڑہ میں شیخ مذکور بہت رہنے لگے جو کچھ شیخ مذکور کو حاجت درپیش ہوتی حضرت عاشق دُعا مانگتے تھے اور اس کا پھل پاتے تھے اور ایک روز حضرت ابراہیم صاحب نے شیخ محمد شریف کو اپنے ساتھ لیکر حضرت عاشق آلہی کی زیارت کرائی اور عرض کی کہ یا حضرت عاشق آلہی محمد شریف آپکا ہی ہے۔ دستگیری کریئے حضرت عاشق آلہی نے عالم مثال میں فرمایا کہ محمد شریف کو چھوڑ جاؤ یہ ہمارا ہی ہے محمد شریف حضرت عاشق الہی کی تربت پاک کے روبرو مراقبہ میں بیٹھے تھے۔ درگاہ حضرت کے خادم لوگ سہ منی نیاز کا ذکر کر رہے تھے کہ اے حضرت ابو علی قلندر حاجتی لوگ جو تمہاری درگاہ میں آتے ہیں اور نیاز پکاتے ہیں۔ ہمکو نہیں دیتے آپ کھا لیتے ہیں شیخ محمد شریف نے بھی عرض کی یا حضرت ابو علی قلندر جو کچھ حکم ہو میں اس پر عمل کروں آپ نے فرمایا کہ خادم لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ نیاز کا کھانا ہم کو نہیں ملتا ہے۔ اے محمد شریف تم حاجتیوں سے کہدو کہ نیاز کے کھانے کو تین طریق سے تقسیم کیا کریں ایک حصہ درگاہ شریف کے خادموں کو اور ایک فقیروں کو اور غریبوں کو عالموں اور عابدوں کو دیدیں اور ایک حصہ اپنے خرچ میں لائیں۔ جو اس طرح پر نیاز کے تین حصہ کریگا اُسکی نیاز قبول ہو گی ورنہ نیاز والے کو اختیار ہے سو کرے، شیخ محمد شریف نے سر مراقبہ میں سے نکال کر یہ حکم سبکو سُنا دیا اب تک اسی طریق سے نیاز کے تین حصہ کئے جاتے ہیں اور یہ معمول جب سے چلا آرہا ہے۔

نقل ہے کہ قصبہ پانی پت میں حضرت عاشق آلہی کے گنبد کی خانقاہ کے کوٹھے کے پیچھے ادھر اُدھر سے مُور جمع ہو کر چگا کرتے تھے اور وہیں رہتے تھے اتفاقاً ایک جھاڑی کے درخت کے نیچے ایک مور کے سر میں چگتے وقت کانٹا گھسگیا اور وہ جگہ پک گئی اور سر سُوجھ گیا مور کو بڑی تکلیف ہو گئی یہانتک کہ اس کا کھانا پینا سب جھوٹ گیا مجبوراً اس سخت بیماری کے سبب روضہ منورہ کے گنبد پر پڑا رہتا تھا اور کہیں نہیں جاتا تھا پنجشنبہ کی رات خواب میں حضرت عاشق آلہی نے ایک شیخ سے جو خادموں میں سے

تھا فرمایا کہ اُٹھ صبح ہو گئی اور حکیم عبدالرحمٰن کے پاس جلدی جا اور اس سے کہدو کہ درگاہ کا جو گنبد
پر بیٹھا ہے اور بیمار ہے اس مور کے سر میں کانٹا گبھ گیا ہے اسکو بڑی تکلیف ہے جلدی اس مور کو
تلاش کرکے اس کا علاج کرو جب شیخ جاگا کیا دیکھتا ہے کہ بڑی فجر کا وقت ہو گیا ہے بموجب
فرمانے خواب میں حضرت عاشق الٰہی کے حکیم مذکور کے دروازہ پہ جاکر آواز دی حکیم آواز سنتے ہی
باہر آیا اور سلام علیک کی شیخ عطاء اللہ نے ساری کیفیت سلام کا جواب دینے کے بعد حکیم
کے روبرو بیان کی جب حکیم نے مور کا حال سُنا تو شیخ کے ہمراہ ہو گیا اور دونوں روضہ منورہ
کے دروازہ تک آئے شیخ مذکور نے باآواز بلند مور کو بلایا مور قدرت الٰہی سے گنبد کے نیچے
اُترا اور اپنا سر حکیم عبدالرحمٰن کے زانو پر رکھ دیا جب حکیم نے اس کے سر کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ راد
پڑ گئی ہے اور پک گیا ہے بڑی ہوشیاری سے مور کے سر کو مواد اور خون سے صاف کر دیا
اور زخم پر مرہم لگا دیا حکیم ہر روز صبح کے وقت روضہ منورہ کے دروازہ سے جاتا تھا اور مور
اسی وقت گنبد سے اُتر کر سر کو دکھلایا کرتا تھا تھوڑے دنوں میں علاج سے آرام ہو گیا ایک
روز عاشق الٰہی نے حکیم سے خواب میں فرمایا کہ اے عبدالرحمٰن ہمارا مور تجھکو دعا دیتا ہے واللہ اعلم
نقل ہے کہ شیخ محمد نظام بلخی شیخ جلال الدین تھانیسری کے جو بزرگان وقت میں سے یکتا تھا
مرید اور خلیفہ تھے مدینہ منورہ میں درس فرما رہے تھے اکثر آپ کو حضرت عاشق الٰہی کی درگاہ شریف
کا شوق بہت تھا اور نیز ایک لڑکے کی بھی تمنا تھی انجام کار مدینہ منورہ سے رُخصت ہو کر ہندوستان
کا ارادہ کیا اور مع اپنے اہل وعیال کے روانہ ہوئے۔ جب قصبہ تھانیسری میں پہنچے اس جگہ
کے آدمی تعظیم کے واسطے آئے اور شیخ محمد نظام مذکور وہاں تین روز رہے اور حضرت
شیخ جلال الدین موصوف سے بیعت حاصل کی تھوڑے دن کے بعد شیخ نظام نے
شیخ جلال الدین اپنے پیر سے ایک لڑکا ہونے کی استدعا چاہی۔ پیر نے شیخ سے کہا کہ
اس کام کے واسطے حضرت عاشق الٰہی کی درگاہ شریف میں جاؤ اور لڑکے کے واسطے
وہاں سے مدد مانگو تمہارا کام وہاں جانے سے پورا ہو گا۔ شیخ مذکور بموجب حکم پیر کے
رخصت ہوئے اور مع اپنے قبیلہ کے پانی پت میں پہنچے اور حضرت عاشق الٰہی کی زیارت
سے مشرف ہوئے خادموں نے کہا کہ اول شاہ مبارک خاں کی تربت طیبہ پر فاتحہ

دو۔ شیخ مذکور اول شاہ مبارک خاں کی تربت پر پہنچے اور لڑکا پیدا ہونے کی امداد چاہی اور
پنج نوشتہ کی نیاز قبول کی شاہ مبارک خاں کی تربت طیبہ کی زیارت کرکے شیخ مذکور حضرت
مذکور حضرت عاشق آلہی کی درگاہ شریف میں گئے۔ جب شیخ زیارت کر چکے تو روضہ منورہ
کے باہر آئے اور فرزند کے واسطے فاتحہ پڑھی۔ شیخ حمیدالدین عارف نے جو شیخ نظام الدین
عراقی کے فرزندوں میں سے حضرت عاشق الٰہی کے حقیقی بھائی تھے۔ اور اس وقت
زندہ تھے، شیخ محمد نظام کے حق میں لڑکے کے واسطے دعا کی اور شیخ کو رخصت کیا جب
شیخ نظام الدین تھانیسر میں پہنچے تو اپنے پیر حضرت جلال الدین کے پاس گئے پیر صاحب نے
فرمایا کہ اے نظام تیرے لڑکا ہوگا مبارک ہو یہ خوش خبری سنکر نظام حضرت جلال الدین
سے رخصت ہوئے اور اللہ کی یاد کرنے لگے تھوڑے دنوں کے بعد شیخ بلخی کی عورت
حاملہ ہوئی جب حمل کے دن پورے ہوگئے تو لڑکا پیدا ہوا۔ لڑکا دو برس کا جب ہوا تو ایک دن
اس لڑکے کی ماں نے خواب دیکھا کہ حضرت عاشق آلہی فرماتے ہیں کہ ہماری نیاز اب تک نہیں پہنچی
جلدی بھجوانی چاہیئے اس خواب کا بیان بی بی نے شیخ سے عرض کیا اور حضرت عاشق آلہی کی
زیارت کیواسطے شیخ سے طلب کی شیخ نظام نے فرمایا کہ نیاز کسی کے ہاتھ بھیجدیں گے
بی بی نے کہا مجھے خود زیارت کرنے کا شوق ہے کیونکہ جب میں نے حضرت عاشق الٰہی سے
لڑکے کی درخواست کی تھی تو یہ کہا تھا کہ جب لڑکا ہوگا تو میں لڑکے کو ہمراہ لیکر نیاز پیش کرونگی
شیخ نے جب یہ باتیں اپنی بی بی سے سنیں تو کہنے لگے کہ اے بی بی عورتوں کو اولیاء اللہ اور خدا
کے مردوں کے پاس جانا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ شرع میں منع ہے۔ بی بی نے جواب دیا کہ تم
مالک ہو جو کچھ سچ تھا میں نے تمہارے روبرو عرض کر دیا۔ کہتے ہیں کہ اسی رات کو عالم مثال
میں حضرت عاشق آلہی شیخ نظام کو دکھلائی دیئے اور یہ کہنے لگے اے نظام اگر لڑکی اپنے
باپ کے گھر جائے تو کیا مضائقہ ہے تیری بی بی سچ کہتی ہے اور تو نہیں کرتا ہے یہ وہ مقام
ہے کہ یہاں بالکل چون وچرا نہیں ہے صبح کے وقت شیخ نظام اپنے گھر سے باہر آئے اور
تیار کرکے اپنی بی بی کو مع بچے کے ساتھ لیکر پانی پت کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت عاشق
آلہی کی زیارت کی اور نیاز پیش کی۔

نقل ہے کہ ایک شخص کامل ولیوں کی تلاش میں لاہور گیا اور کچھ مدت وہاں ٹھیرا اور اکثر
اولیاؤں سے بعد گذرنے تھوڑے دنوں کے سرہند میں آیا اور وہاں ایک فقیر مسمی شیخ
گل کو دیکھا بڑی مشیخیت اور عزور از حد تھا۔ اس شخص نے شیخ گل سے ملاقات کی اور شیخ
کا گرویدہ ہوگیا بعد ازاں وہ شخص شیخ گل کا مرید ہوگیا۔ ایک دن اس شخص نے کہا
میں پانی پت جانا چاہتا ہوں۔ شیخ گل نے کہا کیوں جواب دیا کہ میرا وطن ہے۔ اور میں ہل
ہمیشہ حضرت عاشق الٰہی کی زیارت کے واسطے جایا کرتا ہوں بسبب انکی محبت کے آپ سے
اجازت طلب کرتا ہوں۔ شیخ گل ہنسے اور اس کو اپنی طرف مخاطب کرکے کہا اے
نادان تو بے وقوف ہے مردہ شیر کے پاس جاتا ہے شیر مردہ سے تو میں بلی زندہ اچھا
ہوں۔ اُس شخص کا دل حضرت عاشق الٰہی کی محبت سے پھر گیا ہے اور دل میں کہنے
لگا کہ اے شیخ گل آپ سچ کہتے ہیں۔ مگر مجھکو بال بچوں کی محبت کا بھی خیال ہے اس سبب
سے عرض کرتا ہوں کہ اب تو مجھے پانی پت جانیکی اجازت ہی ہوجائے تھوڑے دنوں کے
بعد وہ شخص پانی پت کی طرف روانہ ہوا۔ جب پانی پت کے قریب پہنچا بہت سے قلندر
چرم پوش ہاتھ میں لکڑی کا گنکا لئے ہوئے دکھلائی دیئے اور اس شخص کو مارنے لگے۔ جب پانی پت
کی طرف راستہ بند دیکھا کہنے لگا اے صاحبان یہ عذاب مجھپر کیوں ہے اور کس کے کہنے سے
یہ قہر اور غضب مجھپر نازل ہوا فرمایا تو بھول گیا زندہ بلی کے پاس جا تجھے شیر مردہ سے کیا کام
ہے۔ اس وقت وہ شخص عاجزی کرنے لگا اور توبہ کرنے لگا مگر قلندروں نے توبہ قبول نہ کی
مجبور ہوکر وہاں سے پھرا حضرت عبدالقدوس گنگوہی کے پاس جو اُن دنوں زندہ تھے
گیا اور تمام احوال بیان کیا اور کہنے لگا کہ سوائے آپ کے کوئی حضرت عاشق الٰہی کی
جو مجھسے تقصیر ہوئی ہے معاف نہیں کرا سکتا خدا کے واسطے اے پیر مدد کرو اور
مجھے حضرت عاشق الٰہی سے معاف کراؤ شیخ عبدالقدوس حضرت عاشق الٰہی کیطرف
متوجہ ہوئے اور اس شخص کی خطا معاف کرائی۔ بعد ازاں اس شخص کو اپنے ایک خادم
کے ہمراہ پانی پت روانہ کیا اور حضرت عاشق الٰہی کی زیارت کرائی اور خود بھی حضرت
عبدالقدوس صاحب حضرت عاشق الٰہی کی زیارت سے مشرف ہوکر قصبہ گنگوہ کی طرف

تشریف لے گئے ۔ ذکر کرتے ہیں کہ حضرت شیخ گل مرا تو اُس کا مُنہ بلّی جیسا ہو گیا اور اس
کے مُنہ سے بلّی کی آواز ماعون ماعون نکلتی تھی یعنے اسوقت کوئی بھی ایسا نہیں ہے ۔
جو اسکی مدد اور سفارش کرے ۔ آخر شیخ گل مر گیا ۔ واللہ اعلم

نقل ہے کہ عاشق خدا حضرت شیخ شہاب الدین شیخ امام الدین ابدال کے مرید اور خلیفہ
تھے ۔ اکثر خواجہ قطب الدین دہلوی قدس اللہ سرہٗ العزیز کی خدمت میں جایا کرتے تھے اور
جو کچھ شیخ کو مشکل بات حل کرنی ہوتی تھی تو خواجہ صاحب موصوف سے دریافت کر لیا
کرتے تھے جو کچھ خواجہ صاحب جواب میں فرماتے تھے اس پر عمل کرتے تھے ایک روز
شیخ شہاب الدین اور اور اولیاء اللہ خواجہ صاحب کی خدمت میں موجود تھے اور خدا کی
یاد کرنے کے طریقہ کا ذکر ہو رہا تھا خواجہ صاحب فرماتے تھے کہ یاد الٰہی اس طرح کرنی چاہیئے!
جس طرح حضرت عاشق الٰہی قلندر ربانی پتی کرتے ہیں اے بھائیو! شرف الدین قلندر نے
جوانی کے دنوں میں ایسی عبادت کی ہے اور ایسے خدا کی ذات سے محو ہوئے ہیں کہ
اس قسم کی عبادت کرتے ہوئے میں نے کیکو نہیں دیکھا ہے ۔ جب شیخ شہاب الدین نے اس
اس قسم کی باتیں حضرت خواجہ صاحب کی زبان مبارک سے سُنیں ۔ حضرت عاشق الٰہی کے
دیکھنے کا شوق پیدا ہو گیا انجام کار ایک روز شیخ شہاب الدین حضرت عاشق الٰہی ابو علی
قلندر سے ملاقات ہوئی ۔ قلندر صاحب اسوقت علم دین کے درس میں مشغول تھے ۔
جب درس سے فارغ ہوئے تو آپس میں راز و نیاز کی باتیں ہونے لگیں ۔ تھوڑی دیر کے
بعد شیخ شہاب الدین وہاں سے روانہ ہوئے اور اپنے مکان پر آئے اکثر اوقات
شیخ شہاب الدین حضرت قلندر عاشق الٰہی کی خدمت میں جایا کرتے تھے اور علوم دینی
کے درس کرنے کے وقت حاضر رہتے تھے اتفاقاً ایک روز قلندر صاحب خدا کی یاد
کے واسطے جنگل جانے کو تیار تھے ، شیخ شہاب الدین صاحب نے اس وقت دریافت
کیا ۔ کیا سیر کے واسطے تشریف لیجائیے گا ۔ حضرت قلندر صاحب نے فرمایا کہ اس
وقت مجھے خدا کی یاد کا شوق زیادہ ہے اور وہ بغیر علیحدگی نہیں ہو گا ۔ اس واسطے ہم
وزیر آباد کے جنگلوں میں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ شیخ شہاب الدین نے عرض کی کہ

مَیں بھی چلوں آپ نے فرمایا تمھیں اختیار ہے حضرت عاشق الٰہی یہ فرما کر روانہ ہوئے جب پہر بھر رات گزر گئی تو شیخ شہاب الدین بھی وزیر آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ آدھی رات کو حضرت عاشق الٰہی بارگاہ الٰہی پر پہونچے دیکھا کہ ایک نورانی برج آگ کے ڈھیر کی طرح زمین سے یکہ آسمان تک ستون کی مانند کھڑا ہوا ہے اور اس برج کے ہر طرف سے اسم ذات کی آواز آتی ہے شیخ شہاب الدین آگے بڑہے اور دیکھا کہ حضرت قلندر صاحب اُلٹے کھڑے ہیں اور سر آپکا ایک تکلے کی نوک پر لٹکا ہوا ہے۔ اور پاؤں آسمان کی طرف کیے ہوئے ہیں اور خدا کی یاد میں ایسے مشغول ہیں کہ بالکل اپنی خبر نہیں ہے۔ اور خون کے قطرے ہر ایک بالوں کی جڑوں سے جاری ہیں۔ حضرت شیخ شہاب الدین نے جب اس خون کو دیکھا تو معلوم کیا کہ یہ وہی نور ہے۔ جو زمین سے آسمان تک ایک ستون نظر آتا ہے جب شیخ مذکور نے یہ حال حضرت عاشق الٰہی کا دیکھا حیرت میں ہوئے اور ششدر رہ گئے۔ جب حضرت عاشق الٰہی قلندر صاحب شغل سے فارغ ہوئے اور اس حالت سے اس دُنیا کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ شیخ شہاب الدین ہیں دونوں کی ملاقات ہوئی پھر شیخ شہاب الدین دہلی کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت قلندر صاحب اپنے مکان پر تشریف لائے شیخ شہاب الدین کو ایسی صورت بارہا دکھلائی تھی۔ چونکہ شیخ شہاب الدین صاحب اکثر حضرت عاشق الٰہی صاحب سے صحبت زیادہ رکھا کرتے تھے۔ اس وجہ سے بہت سے بے خبر آدمی حضرت عاشق الٰہی کو شیخ شہاب الدین سے بیعت ہونے کی نسبت خیال کرتے تھے۔ حالانکہ حضرت ابو علی قلندر جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ کی روح پاک سے مرید ہوئے ہیں۔ اے آدمیو کیا تم نہیں جانتے ہو کہ قلندری ہندوستان میں حضرت عاشق الٰہی قلندر صاحب پر ہی ختم ہو گئی جیسے کہ ولایت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ پر ختم ہوئی۔ مگر مرتضےٰ علی کا فیض جاری ہے کس واسطے کہ روئے زمین پر کہیں نہ کہیں ایک نائب ولی ولایت کا مالک ضرور رہتا ہے تاکہ خلقت ظالموں کی بلا اور ظلموں سے امن میں رہے۔

ـــــ تمّت ـــــ

اے دوستو۔ عرض مجھ گنہ گار خاکسار خاک نشین بداعمال رُوسیاہ پر عیب کی یہ ہے
کہ خدا اور رسول کے واسطے دُعائے خیر سے یاد کریں۔ جو کچھ عیب مجھ غریب کا
ظہور میں آئے ڈھانپیں۔ اللہم اغفر لموئفہ وقاریہ وکاتبہ یوم القیمۃ بفضلک یاارحمٰن
آمین۔ شاہ قلندر صاحب پانی پتی قدس سرہٗ العزیز کے ذکر میں النسخہ شرف المناقب
ختم ہوا۔

اِعلان

یہ کتاب پہلے منشی جگناتھ صاحب نے ترجمہ کراکر چھپوائی تھی اسکے بعد
مرزا عبدالغفار بیگ صاحب مرحوم مالک افضل المطابع دہلی نے اسکے
جملہ حقوق تالیف وتصنیف سے لیکر چھاپی اب ہمنے اسکے جملہ حقوق مرحوم کے ورثار
خرید لئے ہیں۔ لھذا جملہ ناظرین وتاجران کتب وغیرہ سے التماس ہے کہ کوئی صاحب اسکے طبع کا قصد
نکریں کیونکہ میں نے اپنے نام اس کتاب کو رجسٹری بھی کرالیا ہے۔
اور تھوڑے سے فائدہ کے واسطے زیادہ وہ نقصان نہ اُٹھائیں۔ ہاں
جس قدر نسخے مطلوب ہوں خاکسار سے طلب فرمائیں۔

سید محمد شفیع الدین مالک اقبال پرنٹنگ ورکس دہلی سے منگائیں۔

حضور نظام کا پسندیدہ پانچ ترجمہ والا شاہانہ قرآن مجید مع احسن التفاسیر اردو

جرمنی کے بہترین سفید کاغذ پر بہت اعلیٰ چھپا ہے

دسمبر ۱۹۲۹ء میں پختہ ہدیہ تیس روپے تھا اب صرف دس روپے)

تہائی ہدیہ یہ وہی قرآن شریف ہے جس کو اعلیٰ حضرت حضور نظام نے دوران قیام دہلی میں نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اس کی تفسیر کی وجہ سے اپنی تلاوت کے لئے مخصوص فرمایا کیونکہ اس کی تفسیر علامہ مولانا حاجی شاہ احمد حسن صاحب قبلہ محدث نوراللہ مرقدہٗ کی جانکاہ محنت سے تیار ہوئی تھی اور کتابی صورت میں ایک روپیہ پارہ کے حساب سے اسی سال میں ہدیہ ہوگئی۔ اب وہ نایاب ہے۔ اس قرآن شریف کے حاشیہ اور ضمیموں میں پوری احسن التفاسیر موجود ہے تیس روپیہ کی تو فقط اس کے حاشیہ پر تفسیر ہی تفسیر ہے۔ اور تفسیر بھی وہ نایاب ہے۔ جو آپ لینا چاہیں تو کسی ہدیہ پر بھی کسی جگہ سے نہیں مل سکتی۔ **تمام ہندوستان کے علمائے کرام** اور بزرگان دین کا **متفقہ فیصلہ** ہے کہ ہندوستان تو ہندوستان اسلامی دنیا میں بھی کسی جگہ اتنی خوبیوں کے ساتھ ایسا قرآن مجید اس سے پہلے کبھی طبع نہیں ہوا علمائے کرام کی خواہش اور بزرگان دین کی رائے ہے کہ ہر گھر میں اس قرآن مجید کی ایک جلد ضرور رہنی چاہئے **اس میں** حسب ذیل پانچ ترجمے ہیں **پہلا** ترجمہ فارسی از جناب مولانا شیخ مصلح الدین سعدی شیرازیؒ **دوسرا** ترجمہ فارسی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ **اور تیسرا** ترجمہ اردو لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلویؒ **چوتھا** ترجمہ اردو بامحاورہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب **اور پانچواں** ترجمہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب محدث تھانوی مدظلہ علاوہ صدہا خصوصیات کے جن کا تذکرہ اس مختصر اشتہار میں نہیں ہو سکتا۔ سب سے بڑی اور قیمتی چیز اس قرآن شریف کی کامل احسن التفاسیر ہے اور ایسے جید عالم کی ہے جس کے نام سے ہندوستان کا ہر فرد واقف ہے۔ اپنی سلاست بیان و اسناد کے لحاظ سے ایسی بے بہا چیز ہے کوئی اس سے بہتر دوسری تفسیر نہیں ہے۔ ھدیہ بلاجلد رعایتی دس روپے علاوہ محصول ڈاک جلد چرمی نقرئی کار قسم اعلیٰ تیرہ روپے (دیگر) ایک جلد پر محصول ڈاک عہ لگتا ہے۔ (نوٹ) بغیر جلد ختم ہوگئی ہیں مجلد ہی باقی ہیں۔ جلد منگائیں ختم ہونے پر ایک سو روپیہ کو بھی نہیں ملے گا

مختصر فہرست کتب متعلقہ اقبال پرنٹنگ ورکس دہلی حویلی اعظم خان

کتب از مصنف رسالہ "رکن دین"

- توضیح العقائد ۱۲ر
- مولود محمود .... عہ ر
- روح الصلوٰۃ ۶ر
- اربعین میں چالیس حدیثیں ۳ر
- اور عجائب رکن دین ۸ر

تصانیف مولانا شبلی نعمانی

- الفاروق .... عہ ر
- المامون ۱۲ر
- سیرۃ النعمان ۱۲ر
- الغزالی مجلد .... عہ ر
- اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر ۴ر
- مجموعہ نظم شبلی مع سوانحعمری ۶ر
- بیان خسرو ۴ر
- مقالات شبلی .... عہ ر
- سفرنامہ روم مصر شام .... عہ ر
- سوانح مولانا روم .... عہ ر
- حیات حافظ ۴ر
- حیات سعدی ۴ر

سوانح عمریاں

- حیات باقیہ۔ حضرت خواجہ محمد فانی فی اللہ باقی باللہؒ نقشبندی کی سوانحعمری اور آپ کے مفید اور تعجب خیز ملفوظات درج ہیں۔ ۱۲ر
- بوستان غوثیہ۔ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کی سوانحعمری ۴ر
- بڑی سوانحعمری۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے مکمل حالات ... ۸ر
- تفریح الاحباب یعنی مناقب الآل والاصحاب حضرت عائشہ رضہ کے حالات سے پر ہے ۳ر
- سیرۃ عباس ۶ر
- عارفات سلطانی چالیس ولی اللہ عورتوں کی سوانحعمری ۸ر

سعادت الکونین فی فضائل الحسنین اردو

شہادت کے متعلق یہ ایسی مستند کتاب ہے جسکو شاہ عالم بادشاہ نے پڑھ کر پسند کیا اور تصدیق لکھی اور مہر لگائی اس کے مصنف مفتی اکرام الدین صاحب نبیرہ حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی ہیں تقریباً تین سو برس کی تصنیف ہے اصل کتاب فارسی تھی اسکی اردو کردی گئی ہے تاکہ سب اس سے فائدہ اٹھائیں عہ ر

(ملنے کا پتہ :- سید محمد شفیع الدین اینڈ سنز تاجران کتب دریبہ کلاں دہلی)

مختصر فہرست کتب خانہ محمد سعید محمد شفیع الدین اینڈ سنز تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

نمازکے پورے پورے اردو مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ اگر کسی کتاب میں نماز کے پورے مسائل دیکھنے ہوں

ہیں مل سکتے ہیں تو وہ صرف ایک ہی کتاب ہے جس کا نام رکن دین ہے جسکے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہوجاتی ہے۔ اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حل اس کتاب میں نہ ہو۔ فاضل مصنف نے ایک خوبی اس کتاب میں یہ رکھی ہے کہ تمام مسائل سوال وجواب کی صورت میں لکھے ہیں اور اس صورت سے ہر وہ سوال جو کسی انسان کے ذہن میں مشکل سے آسکتا ہے اس کتاب میں موجود ہے۔ ایسے عام فہم زبان میں ہے جس کے پڑھنے میں عورتوں اور بچوں کو بھی دقت نہیں ہوتی۔ غرضکہ نماز صحیح پڑھنی ہے تو یہ کتاب بھی منگوائیں۔ ایک مرتبہ پڑھنے کے بعد آپ نماز کے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ سے واقف ہوجائینگے۔ اور فاضل مصنف نے اس میں ہزاروں کتابوں کا عطر بھر دیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ معلومات نماز کے لئے اس سے بہتر کتاب آج تک تیار نہیں ہوئی اور نہ ہوسکتی ہے۔ اس کتاب کے صفحات تقریباً ڈھائی سو ہیں۔ کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے۔ غرضیکہ دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ ثواب حاصل کرنیوالے یہ کتاب زیادہ تعداد میں منگا کر یتیم بچوں اور طالب علموں کو تقسیم کرتے ہیں اور اسلامی اسکولوں میں بھی یہ کتاب پڑھائی جارہی ہے۔ رعایتی قیمت آٹھ آنہ ۸ر محصولڈاک ۶ر

آپکی دعا کیوں قبول نہیں ہوتی

اسکی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ آپ آداب

اور طریقہ دعا سے ناواقف ہیں۔ اس خیال سے حضرت مولٰینا ممدوح نے ایک جامع ومانع دعا کی کتاب موسومہ بہ کمل مناجات مقبول مع اضافہ جدید تالیف فرمائی ہے جس کے بعد کسی دعا کی ضرورت نہیں رہتی۔ پھر آپکو کوئی مشکل درپیش نہیں ہوگی۔ اسمیں سات منزلیں ہیں۔ اور ہر منزل ایک دن کے لئے مخصوص ہے قیمت رعایتی بارہ آنہ ۱۲ر

جواہر الایقان فی حفظ الایمان اردو

اس زمانہ پرفتن میں

کہ جو دین کے دشمنوں اور بین المسلمین ایمان کے برہم کرنیوالے فرقوں سے لبریز ہے حضرت مولٰینا ممدوح نے ایک زبردست اور جامع کتاب عقائد اسلام میں نہایت مشرح ومفصل ایسے عمدہ طریقہ پر تصنیف فرمائی ہے۔ بزرگان دین کے عقائد محفوظ کرنے اور علم کلام کے مشکل سے مشکل مسائل کے سمجھنے میں بہت آسانی ہوگئی ہے۔ جس میں فاتحہ سوم اور محفل میلاد شریف وغیرہ کا ثبوت غیر مقلدین کے عقائد کا رد عبدالوہاب نجدی کا تذکرہ اختلافی مسائل کے انفصال میں لاجواب کتاب ہے اہل سنت والجماعت کو لازم ہے کہ اس سراج ہدایت کو ہر وقت اپنے پاس رکھیں اور اسکو اپنا دستور العمل بنائیں۔ عقائد کا درست ہونا ہی ایک ضروری چیز ہے۔ اس کتاب کو حضرت مولٰینا مولوی عبدالحق صاحب مصنفہ تفسیر حقانی دہلوی نے بہت پسند کی جنکی تصدیق بھی اس کتاب کے آخیر میں موجود ہے۔ جو مولٰینا نے اپنے دست مبارک سے خود تحریر کی ہے۔ انکے علاوہ بہت سے علماء کی بھی تصدیقیں ہیں۔ قیمت رعایتی عہ محصول ۶ر

قیامت میں کس کا دامن پکڑوگے

جب نفسی نفسی کا شور

برپا ہوگا جب کوئی کسی کا ساتھ نہ دے گا۔ اس وقت ہر مسلمان سردار دوجہاں کے قدموں میں لوٹ کر اپنی شفاعت کیلئے متمنی ہوگا لیکن یہ تمنا صرف وہی پوری کرسکیں گے جو عاشق رسول ہیں۔ آپ بھی مسلمان ہیں اور آپکو پیارے نبی سے محبت ہوگی آپ اگر اپنے مدنی محبوب کے حالات پڑھکر اپنے ایمان کو تازگی بخشنا چاہتے ہیں تو اردو زبان کی سب سے زیادہ مستند اور سب سے زیادہ مقبول عام مولود شریف کی کتاب **مولود محمود** پڑھئے جو حضرت مولانا مولوی حاجی شاہ محمد رکن الدین صاحب نقشبندی مجددی الوری نے نثر اور نظم میں نہایت سلیس اور دلچسپ پیرایہ میں لکھی ہے یہ سوانح رسول صلعم بھی ہے اور میلاد نامہ بھی ہے۔ خوبی یہ ہے کہ نثر کے بعد نظم ایسے موثر اور حسب حال طریقہ پر لکھی ہے کہ سننے والوں پر کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔ کاغذ ولائتی چکنا۔ لکھائی چھپائی عمدہ رعایتی عہ محصول ڈاک ۶ر

ملنے کا پتہ ... محمد شفیع الدین اینڈ سنز تاجران کتب دریبہ کلاں دہلی

نام کتاب	قیمت
دیوان جلوہ صحیفہ زریں حضرات آپ نے دیوان تو بہت دیکھے ہونگے۔ مگر یہ گوہر نایاب اسم بامسمٰے بہ جلوہ صحیفہ زریں مہر درخشاں ابتک نگاہوں سے مخفی تھا۔ خوبیٔ قسمت سے اب ہمارے ہاتھ آگیا ہے۔ ایسا کون شخص ہے جو اس کا گرویدہ نہیں اور ایسا کون بشر ہے جو اس کا مشتاق نہیں۔ کیوں نہ ہو آخر یہ کسکی تصنیف یعنی عالیجناب نواب ضیاءالدین احمد خانصاحب بہادر المتخلص بہ نیر درخشاں رئیس لوہارو مرحوم ومغفور نوراللہ مرقدہ کا یادگار ہے رباعیات قطعات قصائد غزلیات وغیرہ وغیرہ مضامین سے مملو ہے خط نہایت عمدہ کاغذ سفید چکنا دبیز صہ ۱۴۲ تختی کلاں بایں خوبی قیمت ایکروپیہ آٹھ آنے	۸عہ
دیوان غرۃ الکمال مصنفہ حضرت سلطان الشعرا امیر خسرو طوطی ہند رح یہ نایاب دیوان حضرت موصوف کی غزلوں کا بہت بڑا ذخیرہ ہے جو نہایت صحت وصفائی کے ساتھ عمدہ کاغذ پر خوشخط چھپا ہے۔ قیمت رعایتی	عہ
دیباچہ دیوان غرۃ الکمال یہ دیباچہ امیر خسرو علیہ الرحمۃ نے اپنے دیوان غرۃ الکمال کا نثر میں تحریر فرمایا ہے علم ادب کی عجیب کتاب ہے۔ اس میں حضرت نے اپنی مختصر سوانخمری اور اپنی تصانیف کا بھی ذکر کیا ہے اور بہت سے رموز ونکات تحریر فرمائے ہیں۔	۸ر
دیوان واعظ مصنف صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات عقلی سے حقانیت اسلام ثابت	

نام کتاب	قیمت
کی ہے نو تعلیم یافتہ حضرات خصوصاً نیچرل خیالات اشخاص کے واسطے برہان قاطع ودلیل ساطع یہ دیوان دیکھنے کے قابل ہے	۴ر
حکایات الصالحین فی احوال الصادقین اردو	۶ر
انتخاب زوج مصنفہ کے۔ الف بیگم صاحبہ رعایتی	۳ر
سیر دیہات۔ زمینداروں کی ذلت وادبار کی داستان ایک دلچسپ اور معنی خیز ونہایت موثر پیرائے میں دیہاتی مسلمانوں کی زندگی کے مفصل حالات درج ہیں	۸عہ
مخزن علاج حیوانی۔ اس کتاب میں جانوروں کا مفصل علاج مع نسخجات درج کیا گیا ہے۔	عہ
جذبات بھاشا	۱۲ر
جواہر زواہر۔ اردو میں فارسی قواعد کا نایاب رسالہ	۴ر
یوسف پاشا۔ تاریخی ناول ہے	۱۲ر
ارمغان۔ اس میں تین باب ترتیب دیئے ہیں۔ اول اخلاق وتہذیب دوسرا خانگی تدابیر تیسرا ملکی سیاسیات آخر میں محبت کے فضائل	۸ر
دلیل ادب حفظ آداب والدین واستاد میں عجیب وغریب رسالہ ہے۔	۱ر
کوکب دریہ الموسوم بشراب کہن	۱ر
حالات اقوام کردہ ترکان آل عثمان میں نہایت عمدہ ہے۔	۴ر
سلیمہ۔ نہایت دلچسپ تاریخی ناول ہے	۴ر
تبرک جمعرات نعتیہ کلام	۱ر
آفتاب داغ حضرت داغ دہلوی	۸ر

نام کتاب	قیمت
علاج الامراض فارسی اصلی اس کتاب کے چھپتے ہی دنیا میں ہلچل مچ گئی۔ اب اس کتاب کی مدد سے معمولی طالب علم تھوڑے عرصہ میں کامل اور زبردست طبیب بن جاتا ہے۔ اور ملک کے نامور اور بڑے بڑے اطباء اور حکماء نے تسلیم کرلیا ہے کہ اس سے بہتر طب میں کوئی مکمل کتاب نہیں ہے۔ یہ کتاب افضل الاطباء، اشرف الحکماء اعلیحضرت جناب حکیم شریف خان صاحب مرحوم جد اعلیٰ حضرت مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحب کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کو خریدنا اپنی زندگی کو کامیاب بنانا ہے۔	۵ر
خزینۃ العلاج اردو علم طب میں لاجواب کتاب ہے تقریباً سات سو صفحات پر ختم ہوئی ہے سر سے پیر تک کے امراض کا مفصل علاج بتایا گیا ہے جو ایک معمولی پڑھا ہوا بھی سمجھ سکتا ہے فوراً اس کتاب کو خریدیئے اور گھر بیٹھے حکیم بن جایئے ہر گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ بے نظیر کتاب ہے۔ قیمت	۲ر
کتاب النکاح اردو۔ اس کتاب میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اسوقت تک کے کل قوموں کے نکاح مفصل طور پر لکھے گئے ہیں۔ اگرچہ آپکو تاریخی واقعات سے شوق ہے تو اسکو فوراً منگایئے اور اس کو پڑھ کر مفصل معلومات حاصل کیجئے۔ اس کتاب میں ایسے دلچسپ واقعات ہیں۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں ہر دو حصہ کامل	۸ر